ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت ملتان
7 جمادی الثانی ۱۴۲۸ھ جولائی ۲۰۰۷ء

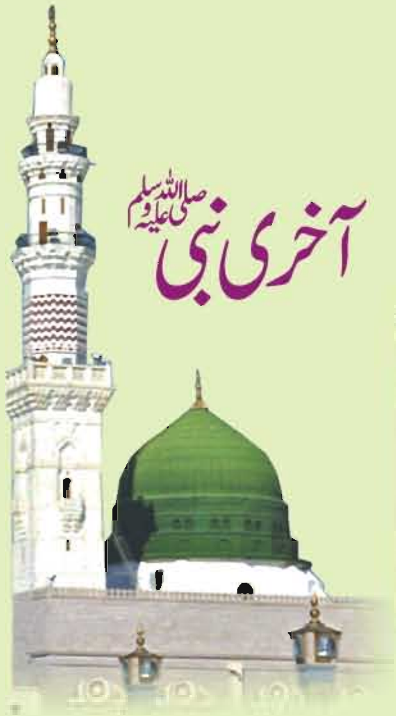

آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم

⬅ مستقبل کا سیاسی منظر نامہ' امریکہ کیا چاہتا ہے؟
⬅ مولانا محمد گل شیر کی شہادت' ایک اعترافی بیان
⬅ احرار اور عقیدۂ ختم نبوت
⬅ ''تری پرواز لولاکی نہیں ہے''

زکوٰۃ اچھی ، حج اچھا ، روزہ اچھا اور نماز اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ یثرب کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا
(مولانا ظفر علی خانؒ)

- ملعون رشدی کے لیے ''سر'' کا خطاب
- بے نظیر بھٹو اور سلمان رشدی

نورِ ہدایت

القرآن

''اے ایمان والو! کسی (غیر مذہب کے آدمی) کو اپنا رازدار نہ بنانا۔ یہ لوگ تمہاری خرابی (اور فتنہ انگیزی کرنے) میں کسی طرح کی کوتاہی نہیں کرتے۔ اور چاہتے ہیں کہ (جس طرح ہو) تمہیں تکلیف پہنچے۔ ان کی زبانوں سے تو دشمنی ظاہر ہو ہی چکی ہے اور جو (کینے) ان کے سینوں میں مخفی ہیں، وہ کہیں زیادہ ہیں۔ اگر تم عقل رکھتے ہو تو ہم نے تمہیں اپنی آیتیں کھول کھول کر سنا دی ہیں۔'' (آل عمران: ۱۱۸۔ پ۴)

الحدیث

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کے لیے ایک وقت ایسا آئے گا کہ صبر واستقامت کے ساتھ دین پر قائم رہنے والا بندہ، اُس وقت اس آدمی کی مانند ہوگا جو ہاتھ میں جلتا ہوا انگارہ تھام لے۔'' (جامع ترمذی)

''مؤمن کے لیے دنیا کی زندگی قید کی طرح ہے جو سعی و جہد اور محنت ومشقت سے عبارت ہے اور آخرت کی زندگی، اصل زندگی، دائمی آزادی اور انعامات سے بھرپور نتائج والی زندگی ہے۔ یعنی کاشت دنیا میں کرنی ہے اور کٹائی موت کے بعد۔ مسلمانوں کی ساری جدوجہد کا خلاصہ ہی یہ ہے کہ دنیا میں زندگی کے تمام شعبوں میں جہدِ للبقاء اور ارتقاء کے نام پر جتنی محاذ آرائی کی جارہی ہے، اس محاذ آرائی کا رخ موڑ دیا جائے اور اس جہدِ للبقاء اور ارتقاء انسانی کا مرکزی فکر جہدِ للعقبیٰ بنا دیا جائے ...... مگر ہم دیکھتے ہیں کہ آج کا انسان ایک مرتبہ پھر ترقی، ارتقاء، اکتشافات اور علم کے زعم میں تنزل، رجعت، گم گشتگی اور جہالت کے لق و دق صحرا اور وادیٔ فنا میں اتر جانے کے لیے سرپٹ دوڑ رہا ہے۔''

(ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ)

ماہنامہ

نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

جلد 18 شمارہ 7 جمادی الثانی 1428ھ — جولائی 2007ء

Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-5411

بیاد ———

سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی ———

ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

تشکیل

دل کی بات:	ملعون رشدی کے لیے "سر" کا خطاب	مدیر	2
دین و دانش:	درسِ حدیث	مولانا عبداللطیف مدنی	5
//	آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم	مولانا محمد اسحاق سندیلوی	9
شاعری:	حمد باری تعالیٰ	سید کاشف گیلانی	16
//	نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	پروفیسر خالد شبیر احمد	17
//	جہاں پناہ! ظلِ اللہ......؟	سید ابوذر بخاری	18
//	وطن فروشوں کے نام	پروفیسر تاثیر وجدان	20
//	سانحۂ کراچی......۱۲ مئی ۲۰۰۷ء	قاری عبدالرحمٰن مجاہد	21
افکار:	مستقبل کا سیاسی منظرنامہ، امریکہ کیا چاہتا ہے؟	سید محمد معاویہ بخاری	22
//	بے نظیر بھٹو اور سلمان رشدی	ہارون الرشید	26
//	پنجاب پولیس زندہ باد	سیف اللہ خالد	29
فکاہات:	"تری پرواز لولاک نہیں ہے"	انیف کاشر	31
تاریخ احرار:	احرار اور عقیدۂ ختم نبوت	پروفیسر خالد شبیر احمد	37
//	مولانا محمد گل شیر کی شہادت، ایک اعترافی بیان	قاری محمد یوسف	40
یادِ رفتگاں:	حکیم حافظ عبدالرشید چیمہ رحمۃ اللہ علیہ	حکیم محمود احمد ظفر	44
//	حکیم حافظ عبدالرشید چیمہ رحمۃ اللہ علیہ	حکیم حافظ محمد قاسم	45
//	تعزیتی مکتوب	حافظ صفوان محمد چوہان	48
//	شکریہ تعزیت		50
//	مولانا قاری محمد اختر رحمۃ اللہ علیہ	حافظ محمد ضیاء اللہ قریشی	51
طنز و مزاح:	زبان میری ہے بات اُن کی	ساغر اقبالی	53
حسن انتقاد:	تبصرۂ کتب	جاوید اختر بھٹی، کفیل بخاری، محمد الیاس	54
روشنی:	بھولا مسیح کا قبول اسلام		57
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام کی سرگرمیاں	ادارہ	58

زیر سرپرستی ———

مولانا حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ

ابن امیر شریعت حضرت پیر جی

سید عطاء المہیمن بخاری

مدیر مسئول ———

سید محمد کفیل بخاری

معاون مدیر ———

شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

رفقاء فکر ———

پروفیسر خالد شبیر احمد

عبداللطیف خالد چیمہ، سید یونس الحسنی

مولانا محمد مغیرہ، محمد عمر فاروق

آرٹ ایڈیٹر ———

محمد الیاس میرانپوری

ilyas_miranpuri@yahoo.com

ilyasmiranpuri@gmail.com

سرکولیشن منیجر ———

محمد یوسف شاد

زر تعاون سالانہ

اندرون ملک ——— 150 روپے

بیرون ملک ——— 1500 روپے

فی شمارہ ——— 15 روپے

ترسیل زر بنام: نقیب ختم نبوت

اکاؤنٹ نمبر 5278-1

یو بی ایل چوک مہربان ملتان

آن لائن ایڈیشن

majlisahrar@hotmail.com

majlisahrar@yahoo.com

تحریک تحفظ ختم نبوۃ شعبۂ تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان

مقام اشاعت: دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

رابطہ: دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

☎061-4511961

دل کی بات

ملعون رشدی کے لیے ''سر'' کا خطاب

ملکہ برطانیہ الزبتھ دوم نے شاتم رسول اور ''شیطانی آیات'' کے مصنف ملعون رشدی کو اپنی سالگرہ کے موقع پر ''سر'' کے خطاب سے نوازا ہے۔ جب ۱۹۸۰ء کی دہائی میں ملعون کی بدنام زمانہ کتاب ''سیٹا نک ورسز'' منظر عام پر آئی تھی تو اس وقت بھی پورے عالم اسلام میں اضطراب کی شدید لہر اُٹھی تھی مگر برطانوی حکومت نے ملعون رشدی کو اپنی حفاظت میں لے لیا تھا۔ تب سے اب تک اس کی حفاظت و نگرانی پر کروڑوں پونڈ خرچ کر کے بھی برطانوی نصرانی حکمرانوں کے کلیجوں کی آگ ٹھنڈی نہیں ہوئی۔ دنیا کو روشن خیالی اور اعتدال پسندی کا سبق دینے والے امریکی صدر نے بھی اُس وقت ملعون رشدی کو وائٹ ہاؤس بلا کر تھپکی دی تھی اور مسلمانوں کے ردّعمل اور احتجاج و اضطراب کو جذباتی قرار دیا تھا۔ ملکہ برطانیہ خود ایک بنیاد پرست اور چرچ آف انگلینڈ کی سرپرست ہے۔ مسلمانوں کے دینی جذبات سے پوری طرح آگاہ ہونے کے باوجود شعوری طور پر ملعون رشدی کو اپنے حرامی بچے کی طرح پال رہی ہے۔ جس طرح ملکہ کی دادی نے متحدہ ہندوستان میں مرزا قادیانی کو پالا تھا۔ اور اب مرزا قادیانی کے پوتے مرزا مسرور کی نگہداشت ماں کی طرح کر رہی ہے۔ اس اقدام پر امتِ مسلمہ کا احتجاج و اضطراب فطری بھی ہے اور دینی غیرت وحمیت کا تقاضا بھی۔ موجودہ ملکہ کو یاد رکھنا چاہیے کہ جس طرح اس کی دادی ملکہ کے اقتدار کا سورج غروب ہوا اور اس کے چہیتے بچے مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت زمیں بوس ہوئی، اسی طرح حرامی رشدی اور اس کی مادر ملکہ بھی عذابِ الٰہی کا شکار ہونے والے ہیں۔

دنیا کے کسی بھی مذہب میں پیغمبروں اور بانیانِ مذاہب کی توہین کی اجازت نہیں۔ پہلے ڈنمارک کے بدبخت روشن خیالوں نے توہین آمیز خاکے شائع کیے۔ اب صلیبی ملکہ نے ملعون رشدی کو سر کا خطاب دیا۔ سوال یہ ہے کہ یہ کس مذہب کی کونسی خدمت ہے؟ ملعون رشدی ایک کمینہ اور بدباطن شخص ہے، جس کی زبان اور قلم سے ہمیشہ غلاظت ہی نکلی ہے۔ دشنام اور توہین کوئی نیا کام نہیں۔ ابوجہل، ابولہب اور کعب بن اشرف نے بھی محسن انسانیت رحمت للعلمین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی تھی۔ لیکن ربِ کائنات نے '' ان شانئک ھو الابتر '' کا اعلان فرمایا کہ '' آپ کے دشمن ہی ابتر رہیں گے۔'' میرے محبوب ہم نے آپ کا ذکر بلند کر دیا۔ آپ ہی بلند و برتر رہیں گے۔ ہر دور کے ابوجہل، ابولہب اور کعب بن اشرف نے صاحبِ خلقِ عظیم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف گھٹیا، غلیظ، اہانت اور ہتک آمیز زبان استعمال کر کے اُن کی پاکیزہ تعلیمات اور اسوۂ حسنہ کا راستہ روکنا چاہا مگر دنیا کی تاریخ شاہد عدل ہے کہ وہ ذلیل و رسوا ہو کر راستے میں ہی گم ہو گئے اور نشانِ عبرت بنا دیئے گئے۔ آج اگر ملعون رشدی اور ملعونہ تسلیمہ نسرین جیسے بدبخت و ذلیل

ازلی اس راستے پر چل نکلے ہیں تو یقیناً یہ بھی نشانِ عبرت بنا دیئے جائیں گے۔

حیرت اُن مسلمانوں پر ہے جن کی ''جریان زدہ زبانیں'' ملعون رشدی کی وکالت میں یہودی ونصرانی کتوں کی طرح چل رہی ہیں۔ اور تو اور بے نظیر کو ہی لیجیے، جس کے باپ ذوالفقار علی بھٹو نے یہودونصاریٰ کے دُم کٹے کتوں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر اِسے اپنے لیے توشۂ آخرت قرار دیا تھا۔ اس کی ناخلف بیٹی اقتدار کی ہوس میں اندھی ہو کر امریکہ و برطانیہ کو خوش کرنے کے لیے ملعون رشدی کے ساتھ کھڑی ہوگئی ہے۔ تف ہے تم پر اور صد ہزار لعنت تمہارے اس فکر و عمل پر۔

موجودہ حکمرانوں نے اپنی تمام تر روشن خیالی اور مذہب بیزاری کے باوصف ملعون رشدی کو ''سر'' کا خطاب دینے پر قومی اسمبلی میں قرار دادِ مذمت منظور کی اور برطانوی حکومت سے شدید احتجاج کیا ہے۔ بات کچھ بھی نہیں۔ اگر ''او آئی سی'' کے افیونی ہی اُٹھ کھڑے ہوں اور دینی غیرت و حمیت کا ادنیٰ سا مظاہرہ کر ڈالیں تو رشدی رہے گا نہ ''سر''

رشدی کو ''سر'' کا خطاب ملنے پر اُن ''سروں'' پر بھی ہمارا شک یقین میں بدل گیا ہے۔ جنھیں ملکہ اور وائسرائے ہند نے متحدہ ہندوستان پر اپنی ناجائز راجدھانی میں ''سر'' کے خطابات دیئے تھے۔

ہمیں یقین ہے کہ ملعون رشدی، ملعونہ تسلیمہ نسرین اور ایسے ہی دیگر ملعونین خواہ جتنے بھی حفاظتی حصاروں میں رہیں، وہ ایک نہ ایک دن اپنے انجامِ بد کو پہنچیں گے۔ یہ بات تو ہم مسلمانوں کے سوچنے کی ہے کہ:

''آبروئے ما ز نامِ مصطفیٰ است

''کچھ اہتمامِ فصلِ بہاراں ہوا تو ہے''

یادش بخیر ہمارے چیف جسٹس افتخار محمد چودھری پوری آب و تاب کے ساتھ اپنے کاروانِ عدل کے جلو میں رواں دواں ہیں۔ ۱۲؍ مئی کو کراچی میں اُن کی آمد کے موقع پر سرکاری سرپرستی میں جس ظلم وسفا کی کا مظاہرہ کیا گیا، اُس کے زخم ہنوز تازہ ہیں اور بے گناہوں کا جو لہو شاہراہوں پر بہایا گیا تھا، وہ رائیگاں نہیں گیا:

کتنے لال لہو میں تڑپے، کتنے گھر بے نور ہوئے
تب کہیں جا کے تنے ہوئے سر جھکنے پر مجبور ہوئے

۲۳؍ جون کو چیف جسٹس اپنے تازہ دم کارواں کے ساتھ لاہور سے ملتان روانہ ہوئے اور پانچ گھنٹوں کا سفر پینتیس گھنٹوں میں طے کیا۔ عوام کا ہجومِ بے کراں جگہ جگہ اُن کے استقبال کے لیے موجود تھا۔ انھوں نے ملتان میں اپنے خطاب میں اعتراف کیا کہ:

میں اکیلا ہی چلا تھا جانبِ منزل
لوگ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

اگر نصب العین واضح ،منزل متعین ،قیادت مخلص اور عزم راسخ ہو تو قوموں کی صحیح رہنمائی ہوسکتی ہے۔بحرانوں سے نکلا جاسکتا ہے اور ملک کو مستحکم کیا جاسکتا ہے:

قوم کی بدنصیبی ہے کہ ساٹھ برسوں میں حکمرانوں اور سیاست دانوں نے مذکورہ بالا صفات اپنانے کی بجائے انھیں پائے حقارت تلے روندا اور طاقت واقتدار کے گھمنڈ میں سب کچھ روندتے چلے گئے۔ ہر ڈھنگ اور ہر رنگ میں قوم کی نگاہوں سے نصب العین اور منزل اوجھل کرنے کی منظّم سازشیں کی گئیں۔ جذبۂ وحدت واخوت سے سرشار کرنے کی بجائے انتشار وافتراق ،خاندانی ولسانی تعصّبات اور باہمی منافرت وتصادم پروان چڑھانے کے لیے ہر حربہ استعمال کیا گیا۔ان اقدامات سے قومی ادارے تباہ ہوئے ،امن وآشتی کی جگہ جنگ وتصادم نے لے لی ،اعتماد کی بجائے بے یقینی کی فضا پیدا ہوئی ،قومی مفادات کے مقابلہ میں ذاتی مفادات کو ترجیح دی گئی ،ملک کی نظریاتی اساس کو منہدم کیا گیا ،عریانی اور بے حیائی وفحاشی کو ثقافت کے نام پر فروغ دیا گیا ،عورت آبروئے خانہ تھی اور جوان اس کے محافظ ،دونوں کو نیکریں ،کچھے اور سکرٹس پہنا کر سڑکوں پر دوڑایا گیا ،آبرو باقی رہی نہ محافظ ،بے غیرتی اور دیوثی کو صبر ،برداشت ،تحمل اور اعتدال پسندی کا نام دے کر قومی شعار قرار دیا گیا ،فکری حرام کاری ،نظریاتی بدکاری اور ژولیدہ خیالی کو روشن خیالی اور ترقی پسندی کا مصداق ٹھہرایا گیا۔غرض قوم کو گمراہ کرنے کے لیے یہود ونصاریٰ سے تمام طریقے امپورٹ کرکے آزمائے گئے لیکن اس سب کچھ کے باوجود اسلام سے قوم کے لازوال رشتے اور رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کو ختم نہ کیا جاسکا۔

اِدھر محترم چیف جسٹس آئین وقانون کی بالادستی اور قومی اداروں کے تحفظ وبحالی کے لیے میدان میں اُترے اُدھر ناکام ونامراد سیاسی مداری اُن کی چھتری تلے آکھڑے ہوئے۔بے نظیر اور نواز شریف دونوں نے اپنے اپنے عہدِ اقتدار میں کم وبیش وہ سب کچھ کیا جس کا اوپر تذکرہ ہوا' وہ سزا کے طور پر مکافاتِ عمل کا شکار ہوئے اور وطن سے بے وطن ہوگئے۔اب پھر پرانے جرائم کے اعادے اور موجودہ حکمرانوں کے بچے کھچے امریکی ایجنڈے کی تکمیل کے لیے نئے بال وپر لے کر پاک وطن کی فضاؤں میں اڑانیں بھرنے کی کوشش میں ہیں۔ تیسری طرف خوشامدیوں ،درباریوں ،موقع پرستوں ،ابن الوقت نیب زدہ بوزنوں کا طائفہ خبیثہ کسی نئی کشتی میں سوار ہونے کے لیے کمربستہ ہے۔اگر موجودہ حکمران زوال آشنا ہونے کو ہیں تو اس میں موجودہ اپوزیشن قیادت کا کوئی حصہ اور کمال نہیں۔اس میں قوم کے بے گناہ افراد کا خون شامل ہے۔اُن شہیدوں کو یاد رکھنا چاہیے اور اپنے سابقہ جرائم سے کامل توبہ کرکے ملک وقوم کی حقیقی خدمت کا عہد کرنا چاہیے۔

☆☆☆

مولانا عبداللطیف مدنی
استاذ الحدیث جامعہ عربیہ چنیوٹ

درسِ حدیث

ایمان سب پریشانیوں کا علاج ہے
(۲)

حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ نَا اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ اَخْبَرَنِیْ عُبَیْدُ اللّٰهِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِفَ اَبُوْبَکْرٍ بَعْدَہٗ کَفَرَ مَنْ کَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِاَبِیْ بَکْرٍ کَیْفَ تُقَاتِلُ اَلنَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ اَلنَّا سَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَصَمَ مِنِّیْ مَالَہٗ وَنَفْسَہٗ اِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُہٗ عَلَی اللّٰهِ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ وَاللّٰهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَیْنَ الصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ فَاِنَّ الزَّکٰوۃَ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِیْ عِقَالاً کَانُوْا یُؤَدُّوْنَہٗ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰی مَنْعِهٖ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَوَاللّٰهِ مَاهُوَ اِلَّا اَنْ رَاَیْتُ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ اَبِیْ بَکْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَهٰکَذَا رَوٰی شُعَیْبُ بْنُ اَبِیْ حَمْزَةَ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَرَوٰی عِمْرَانُ الْقَطَّانُ هٰذَا الْحَدِیْثَ عَنْ مُعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ وَهُوَ حَدِیْثٌ خَطَاءٌ خُوْلِفَ عِمْرَانُ فِیْ رِوَایَتِهٖ عَنْ مَعْمَرٍ۔ (ترمذی:۲/۵۴۲۔حدیث نمبر ۲۶۰۷۔ابواب الایمان)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا اور آپ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ قرار پائے تو اہل عرب میں سے جنھیں کافر ہونا تھا‘ کافر ہوگئے (یعنی زکوٰۃ کے منکر ہوگئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ کرنے کا فیصلہ کیا)۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ آپ لوگوں (یعنی اہل ایمان) سے کیوں کر جنگ کریں گے؟ جب کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی یہ ہے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک لڑوں گا جب تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ نہ کہیں (یعنی اسلام لے آئیں)۔لہٰذا جس نے ''لا الٰہ الا اللہ'' کہہ لیا یعنی اسلام قبول کرلیا۔اس نے مجھ سے اپنی جان اور اپنا مال محفوظ کرلیا۔سوائے اسلام کے حق کے اور اس کے باطن کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم میں اس شخص سے ضرور جنگ کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کرے گا۔کیوں کہ (جس طرح جان کا حق نماز ہے اسی طرح) بلاشبہ مال کا حق زکوٰۃ ہے

اللہ کی قسم اگر وہ لوگ (جو زکوٰۃ کے منکر ہو رہے ہیں) مجھے وہ رسی بھی نہ دیں گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتے تھے تو میں ان کے اس انکار کی وجہ سے ان سے جنگ کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ (سن کر) کہنے لگے خدا کی قسم اس کے علاوہ اور کوئی بات نہیں ہے کہ میں نے جان لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنگ کرنے کے لیے (الہام کے ذریعے) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دل کھول دیا ہے (یعنی یقین سے بھر دیا ہے) لہٰذا مجھے بھی یقین ہو گیا ہے کہ یہی (یعنی منکرین زکوٰۃ سے جنگ) حق اور درست ہے۔''

تشریح:

جب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے تشریف لے گئے اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ اوّل قرار پائے تو کچھ نئے فتنوں نے سر اٹھانا چاہا۔ جن میں فتنۂ ارتداد بڑا فتنہ تھا جسے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بڑے تدبر اور جرأت کے ساتھ کچل دیا۔ یہ کافر اور مرتد لوگ دو قسم کے تھے۔ ایک تو وہ تھے جو ختم نبوت کا انکار کر کے مسیلمہ کذاب وغیرہ سے مل گئے تھے اور دوسرے وہ لوگ تھے جو بالکل ایمان سے تو مرتد نہیں ہوئے تھے مگر انھوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور تاویل کرنے لگے کہ یہ خاص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حق تھا جب وہ انتقال فرما گئے تو یہ حق بھی جاتا رہا' اسلام کے اس بنیادی رکن اور فریضہ کا انکار کر دیا۔ جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان دونوں گروہوں سے قتال اور لڑائی کا ارادہ فرمایا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دوسرے گروہ کے بارے میں عرض کیا کہ ان سے لڑنا۔ کیوں کر صحیح ہے جب کہ وہ لوگ ''لاالٰـہ الااللّٰـہ'' پڑھتے اور بظاہر مسلمان کہلاتے ہیں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انھیں حقیقت حال سے آگاہ فرمایا کہ جیسے نماز بدن کا حق ہے' اسی طرح زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ جیسے نماز کے منکر سے قتال درست اور صحیح ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ کے منکر سے بھی قتال حق اور صحیح ہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نہ صرف یہ کہ وہ سیدنا ابوبکر کے فیصلہ کے ہم نوا ہو گئے بلکہ انھیں اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی یقین کامل ہو گیا کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے تدبر اور فراستِ ایمانی نے جو فیصلہ فرمایا' وہ بالکل حق اور صحیح ہے۔ کیوں کہ ''لاالٰـہ الااللّٰہ'' تو پورے دین کا نام ہے۔ تمام احکامِ شریعت علی حسب المراتب اس میں داخل ہیں۔ اس سے یہ بھی ثابت اور واضح ہو گیا کہ اب جو بھی ایمان کے کسی رکن کا منکر ہو گا تو وہ بالاتفاق کافر و مرتد ہو گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اِلَّا بِحَقِّہٖ اور حِسَابُہٗ عَلَی اللّٰہِ کا مطلب گزشتہ حدیث کی تشریح میں گزر چکا ہے۔

لاالٰہ الااللّٰہ کی شہادت اور اقرار کرنے تک قتال کرتے رہنے کا حکم:

بَابُ مَاجَاءَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَیُقِیْمُوْا الصَّلٰوۃَ اس بات کا بیان کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کرتا رہوں۔ یہاں تک کہ وہ لاالٰـہ الااللّٰہ کہیں اور نماز پابندی سے ادا کریں۔

حدیث:

حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ يَعْقُوْبَ الطَّالِقَانِيُّ نَاابْنُ الْمُبَارَكِ نَاحُمَيْدٌ الطَّوِيْلُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَا اِلٰهَ اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَنْ يَسْتَقْبِلُوْا قِبْلَتَنَا وَيَاكُلُوْا ذَبِيْحَتَنَا وَاَنْ يُصَلُّوْا صَلَاتَنَا فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ حُرِّمَتْ عَلَيْنَا دِمَاءُ هُمْ وَاَمْوَالُهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا لَهُمْ مَا لِلْمُسْلِمِيْنَ وَعَلَيْهِمْ مَاعَلَى الْمُسْلِمِيْنَ وَفِي الْبَابِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ نَحْوَهٗ. (ترمذی:۲/۵۴۲۔حدیث نمبر ۲۶۰۸۔ابواب الایمان)

ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں۔ یہاں تک کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور ہمارے قبلے کی طرف رخ کریں اور ہمارے ذبیحوں کو کھائیں اور ہماری طرح نماز پڑھیں۔ پس جب وہ یہ کام کرلیں تو ہم پر ان کی جانیں اور مال حرام ہوگئے مگر دین کی حق تلفی کے ساتھ ان کے لیے وہ قواعد ہیں جو مسلمانوں کے لیے ہیں اور ان پر وہ حقوق ہیں جو مسلمانوں پر ہیں۔

تشریح:

اس حدیث میں ''لاالٰہ الااللّٰہ'' کے ساتھ نماز کا بھی ذکر ہے۔ایک دوسری حدیث میں زکوٰۃ کا ذکر ہے تو یہ بعض ارکان کا ذکران کی اہمیت کی بنا پر ہے۔ ورنہ مراد تو پورا دین ہے۔اسی طرح اس میں ہمارے قبلہ کی طرف رخ کرنے اور ہمارا ذبیحہ کھانے کا ذکر ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اصل ایمان تو تصدیق قلبی کا نام ہے جس کا تعلق باطن سے ہے۔اسی طرح ''اقرار'' کا تعلق اگرچہ زبان کے ساتھ ہے مگر وہ بھی ایک وقتی چیز ہے۔لہٰذا دو دینوں میں واضح امتیاز ان کے علیحدہ علیحدہ شعار سے ہی ہوسکتا ہے۔اسلامی شعار میں نماز پڑھنا اور عبادت میں بیت اللہ کی طرف منہ کرکے اہل کتاب کے مقابلہ میں نمایاں امتیازی عمل ہے۔اس طرح معاشرتی اعتبار سے اہل کتاب مسلمانوں سے جس عمل اور طریقے میں کھلا ہوا احتراز کرتے تھے' وہ مسلمانوں کا ذبیحہ تھا۔ جس کا گوشت اہل کتاب نہیں کھاتے تھے۔اس لیے حدیث میں فرمایا گیا کہ اگر عبادات میں وہ ہمارے قبلہ کی طرف رخ کرنے لگیں اور معاشرتی لحاظ سے وہ ہمارے اتنے قریب آجائیں کہ ہمارا ذبیحہ کھانے لگیں تو یہ اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ ہمارا دین پورے یقین کے ساتھ قبول کرچکے ہیں۔ جس کا اظہار نہ صرف زبان سے بلکہ ان کے عمل سے بھی ہورہا ہے۔لہٰذا اب مسلمانوں کو چاہیے کہ انھیں دائرہ اسلام میں پوری طرح داخل سمجھیں اور ان کے ساتھ مسلمانوں جیسا معاملہ اور حسن سلوک اختیار کریں۔

ان احادیث پر ایک اشکال اور اس کے جوابات:

اشکال یہ ہے کہ ان احادیث سے جنگ وقتال روکنے کی صرف ایک صورت معلوم ہوتی ہے کہ لوگ دعوتِ اسلام قبول کرلیں۔ حالانکہ قرآن کریم میں ترکِ قتال کی ایک صورت جزیہ بھی ہے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

حَتّٰی یُعْطُوا الْجِزْیَةَ عَنْ یَّدٍ وَّ ھُمْ صَاغِرُوْنَ (التوبہ:۲۹)

کہ وہ ماتحت ہوکر اور رعیت بن کر جزیہ دینا قبول کریں

اسی طرح ترکِ قتال کی تیسری صورت مصالحت بھی ہے۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

اِلَّا عَلٰی قَوْمٍ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَھُمْ مِّیْثَاقٌ (الانفال:۷۲)

''مگر اس قوم کے مقابلہ میں نہیں کہ تم میں اور ان میں باہم عہد ہو۔''

تو ترکِ قتال کی تین صورتیں ہیں۔ حالانکہ ان احادیث سے صرف ایک صورت معلوم ہوتی ہے۔

جواب نمبرا: یہ ابتدائی حکم ہے۔ اس وقت صلح اور جزیہ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ چنانچہ صلح کا حکم ۶ھ اور جزیہ کا حکم ۹ھ کا ہے۔

جواب نمبر۲: ''لا الٰہ الا اللہ'' کی شہادت اور اقرار سے مراد ہار ماننا اور گردن جھکانا ہے اور مطلب یہ ہے کہ جنگ وقتال خود مقصود نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند کرنا مقصود ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''لِتَکُوْنَ کَلِمَةُ اللّٰهِ هِیَ الْعُلْیَا'' (التوبہ:۴۰) یعنی جہاد وقتال کا مقصد یہ ہے (تاکہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہوجائے) اور دین اسلام تمام ادیان پر غالب ہوجائے۔ اس کے راستے میں یہ کافر اور مشرک روڑا بنے ہوئے ہیں۔ اگر ''کلمۃ اللہ'' کو بلند کرنے کا راستہ صاف ہوگیا اور مخالفوں نے ہار مان لی تو مقصود حاصل ہوگیا۔ چاہے طاقت استعمال کرنے کے بعد ان پر اسلام کی حقانیت واضح ہوگئی اور اسلام قبول کرلیا یا ہار مان کر جزیہ دینے پر آمادہ ہوگئے یا صلح کرنے پر تیار ہوگئے۔ یہ بھی ہار ماننے اور عاجز ہونے کا اقرار ہے۔

جواب نمبر۳: بعض علماء نے فرمایا ہے کہ ان احادیث کا مقصد جنگ وقتال کو روک دینے اور اس کو ختم کردینے کی صورتیں بتلانا نہیں ہے بلکہ ان ارشادات میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد صرف دو چیزوں کو واضح کرنا ہے۔ ایک یہ کہ ہمارے جنگ وقتال کی غایت صرف یہ ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے لگیں اور دعوتِ اسلام کو قبول کرلیں۔ دوسرا یہ کہ جو لوگ اس دعوت کو قبول کرلیں گے، ان کے جان ومال کو ہماری طرف سے قطعی طور پر امن ہوگا بلکہ حقوق اور ذمہ داریوں میں رہ کر دوسرے مسلمانوں کے بالکل برابر ہوں گے۔ رہا جزیہ یا خاص حالات میں خاص شرطوں کے ساتھ مصالحت، اگرچہ یہ بھی جنگ وقتال ختم کردینے کی صورتیں ہیں لیکن حقیقت اور واقعہ یہ ہے کہ یہ اسلامی قتال کی اصل غایت نہیں۔ چونکہ ان کے ذریعے اصل مقصد یعنی دعوتِ اسلام کے لیے ایک پرامن راستہ کھل جاتا ہے۔ اس لیے ان پر جنگ وقتال کو روک دیا جاتا ہے۔

مولانا محمد اسحاق صدیقی سندیلویؒ

آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن ،وَاَفْضَلُ الصَّلَوَاتِ عَلٰى اَفْضَلِ الْمُرْسَلِيْنَ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ مُحَمَّدِ الَّذِىْ لَانَبِىَّ بَعْدَه' وَعَلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤمِنِيْنَ وَعَلٰى اَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ هُم أَئِمَّةُ الْمُؤمِنِيْنَ وَسَادَةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَلٰى ذُرِّيَّتِهٖ الطَّيِّبَةِ أَجْمَعِيْنَ ،وَعَلٰى آلِهِ الْمُشْتَمِلِ عَلٰى كُلِّ مُؤمِنٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْن ! امّا بعد!

اللہ تعالیٰ نے نوعِ انسانی کی پیدائش کی ابتداء حضرت آدم علیہ السلام سے فرمائی اور انھیں تاجِ نبوت سے سرفراز فرمایا پھر حضرت حوّا علیہا السلام کو پیدا کر کے ان کی زوجہ بنایا اور ان کی نسل دنیا میں پھیلائی جو آدمی کہلائی۔ حضرت آدم علیہ السلام اللہ کے نبی تھے۔ انھوں نے اپنی اولاد کو دین اسلام سکھایا۔ ایمان اور اعمال صالحہ، عبادت و اطاعتِ الٰہی کی تعلیم دی۔ گناہوں سے بچنے اور مسلم یعنی اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار بندہ بن کر رہنے کا حکم دیا اور اس کا طریقہ سکھایا۔ اس کے ساتھ تمدّن کے بھی ضروری طریق مثلاً لباس تیار کرنے، کھانا پکانے، جانور پالنے وغیرہ کے طریق سکھائے۔

حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں ہمیشہ رہنے کے لیے تشریف نہیں لائے تھے۔ ان کے بعد ان کی اولاد کی ہدایت کے لیے انبیاء علیہم السلام کے بھیجنے اور ان پر کتب نازل فرمانے کا انتظام کیا گیا۔ اس نظام ہدایت کی اطلاع حضرت آدم علیہ السلام کو بہ ذریعۂ وحی دے کر ان کی اولاد کو تنبیہ و ہدایت فرمائی گئی کہ:

يٰبَنِىْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِىْ فَمَنِ اتَّقٰى وَ اَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ o وَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ اسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْن (پ:۸۔الاعراف:۳۵،۳۶)

''اے اولادِ آدم! اگر تمھارے پاس تمہاری جنس سے رسول آئیں جو تمھیں میری بات سنائیں، تو جو شخص صلاح وتقویٰ اختیار کرے گا (یعنی ان پر ایمان لاکر ان کی پیروی کرے گا) تو ایسے لوگوں کے لیے کوئی ڈر نہیں اور نہ وہ (آخرت میں) رنجیدہ ہوں گے اور جو لوگ ہماری آیات (ومعجزات) کی تکذیب اور ان سے اعراض کرنے والے ہیں وہ جہنمی ہیں جو اس دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔''

یہ ہدایت حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کو حضرت آدم ہی کے زمانہ میں کی گئی تھی۔ اس وجہ سے ان کے بعد کثرت سے انبیاء آنے والے تھے، اسی لیے ''یابنی آدم'' اے اولادِ آدم کہہ کر خطاب فرمایا۔ کیونکہ اس وقت انسانوں کی اس جماعت کا کوئی خاص لقب مقرر نہیں ہوا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ سب کے سب ایک ہی دین یعنی اللہ تعالیٰ کے دین کے پیرو تھے سب مسلم اور مؤمن تھے۔ کفر وشرک وغیرہ گمراہیوں کا کوئی تصور ہی نہ کر سکتا تھا۔ اس لیے ان لوگوں کے لیے کسی ''امتیازی لقب'' کی ضرورت ہی نہ تھی۔ اس ہدایت اور اعلان کے تحت حضرت آدم علیہ السلام کے بعد بہ کثرت انبیاء علیہم السلام آنحضرت کی

اولاد یعنی آدمیوں کے پاس ان کی ہدایت کے لیے آتے رہے۔ جنھوں نے ان کی تصدیق کی۔ فلاح وسعادت پائی اور مستحق جنتِ ابدی ہوئے اور انھیں جھٹلانے والے۔ نامراد اور دائمی عذاب جہنم کے مستوجب قرار پائے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ''نبوت'' کا مسئلہ بہت اہم ہے۔ نبی پر ایمان لانے والا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جنت میں جائے گا اور انھیں جھٹلانے والا ہمیشہ کے لیے جہنم میں داخل کیا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اپنی نبوت ثابت کرنے کے لیے بہت صاف اور طاقت ور دلائل اور نشانیاں عطاء فرمانے کے علاوہ یہ انتظام بھی فرمایا کہ ہر نبی اپنے سے پہلے آنے والے نبیوں کی سچائی اور نبوت کی تصدیق اور اپنے بعد آنے والے نبی کی آمد و بعثت کی صاف صاف پیشین گوئی کرتا رہا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ (پ:۳۔آل عمران:۸۱)

''اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے عہد لیا تھا کہ میں جو کچھ تمھیں کتاب وحکمت عطاء کروں، پھر تمہارے پاس کوئی ایسا رسول آئے جو اس کتاب کی جو تمہارے پاس پہلے سے جو موجود ہو تصدیق کرنے والا ہو، تو تم اس پر ضرور ایمان لانا اور اس کی مدد بھی کرنا۔''

سب انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم نے اس عہد کو پورا کیا اور اپنے بعد آنے والے نبی کی صاف اطلاع دیتے رہے۔ یہاں یہ بات قابل تذکرہ ہے کہ ہمارے نبی کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی پیش گوئی ہر نبی ورسول نے کی۔ یہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے۔ دوسرے انبیا کو یہ بات حاصل نہیں ہوئی یعنی ہر نبی کی بعثت کی پیش گوئی اس سے پہلے آنے والے نبی نے کی، مگر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی خبر ہر نبی نے دی۔ چنانچہ قرآن مجید میں بہ کثرت انبیاء علیہم السلام کی اس پیشگوئی کا مختصر بیان فرمانے کے علاوہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی واضح اور تفصیلی پیش گوئی اور بشارت کا تذکرہ اس طرح فرمایا گیا:

وَمُبَشِّرًام بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْم بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ(پ۲۸۔الصّف:۶)

''اور میں خوش خبری سنانے والا ہوں اس رسول کی (آمد کی) جو میرے بعد آئے گا اور جس کا نام احمد ہوگا۔''

سب جانتے ہیں کہ ہمارے نبی کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اسم گرامی ''احمد'' بھی ہے۔ پہلے یہ واقعہ یاد رکھیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ہمارے نبی اکرم احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان بہ اتفاق اہل اسلام و یہود ونصاریٰ، کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا۔ اسی لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ''من بعدی'' فرمایا یعنی ''میرے بعد'' اگر بیچ میں کوئی اور نبی آنے والا ہوتا تو ''میرے بعد'' کے بجائے ''اس کے بعد'' فرماتے۔ یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جن دجالوں اور گمراہوں نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور اس میں مشہور ہوئے۔ ان میں سے کسی کا نام ''احمد'' نہیں تھا۔ تقریباً ایک صدی گزری کہ ''قادیان'' کے ایک شخص نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور اپنے دجل وفریب سے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا۔ مگر اس کا نام بھی ''غلام احمد'' تھا۔ ''احمد'' نہ تھا۔ ''غلام احمد'' اور ''احمد'' کا فرق ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔

غلام اور آقا یکساں نہیں ہوتے اور ''احمد'' کے ''غلام'' کا نام ''احمد'' نہیں ہوسکتا۔

خاتم النبیین:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور پیش گوئی اوپر قرآن سے نقل کی جاچکی۔ آنحضرت نے ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت وآمد کی خوش خبری دی اور پیش گوئی فرمائی۔ ''انجیل شریف'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی وہ ''تحریف'' کی وجہ سے اگرچہ اپنی اصلی حالت میں باقی نہیں۔ پھر بھی اس میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق پیش گوئی موجود ہے جو منصف مزاج کے لیے صاف اور واضح ہے' مگر ہٹ دھرم اور ضدی کے لیے بے فائدہ۔

پیش گوئی اور تصدیق کے اس سلسلہ کو ذہن میں رکھ کر پورا قرآن مجید دیکھ جایئے۔ آپ کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی ''نبی'' کے آنے کی پیش گوئی نظر نہ آئے گی۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ اچھا قرآن مجید سے قطع نظر کر کے احادیث کا پورا ذخیرہ کھنگال ڈالیے' آپ کو ایک حدیث بھی نہ ملے گی۔ جس کا یہ مضمون ہو کہ: ''میرے بعد کوئی اور نبی آئے گا۔'' ایسا کیوں ہے؟ اس کی وجہ ظاہر ہے ہمارے نبی کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے آخری نبی و رسول ہیں۔ آپ کے بعد کسی نبی کی بعثت نہیں ہوئی اور نہ قیامت تک ہوگی۔ اس لیے قرآن عظیم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد کسی نبی کی بعثت کی خبر نہیں دی۔ قرآن مجید میں اصول دین کے ساتھ بہت سے فروعی مسائل مثلاً خرید و فروخت، نکاح وطلاق، غسل وضو کا بیان بھی موجود ہے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی بعثت کی طرف اشارہ تک نہیں۔

اگر آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث ہونے والا ہوتا تو یقیناً اس کی واضح پیش گوئی قرآن مجید میں ہوتی۔ ایک کیا کئی آیات میں اسے بیان کیا جاتا۔ کیوں کہ یہ مسئلہ بہت اہم ہے۔ جس کے ماننے نہ ماننے پر جنتی یا دوزخی ہونے کا دار و مدار ہے۔ ایسے اہم معاملہ کا تذکرہ نہ ہونا' اس بات کی قطعی اور یقینی دلیل ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ علی ھذا حدیث شریف کا بھی اس کے تذکرہ اور پیش گوئی سے خالی ہونا اس کی دلیل مزید ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کے سب شعبہ جات کے متعلق ہدایات فرمائیں اور احکامِ الٰہیہ بیان فرمائے۔ عقائد اسلامیہ کی نہایت واضح تشریح فرمائی۔ انبیاءِ سابقین کی تصدیق فرمائی۔ یہاں تک کہ بعض سابق انبیاء ومرسلین کی شکل وصورت بھی بیان فرمائی۔ اپنے بعد قیامت تک ہونے والے بکثرت واقعات وحوادث' خصوصاً علاماتِ قیامت وقربِ قیامت کی پیش گوئیاں فرمائیں مگر یہ کبھی ارشاد نہیں فرمایا کہ ''میرے بعد فلاں نبی کی بعثت ہوگی''! یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے اہم مسئلہ کو نظر انداز کر دیا ہو۔ اس سے مہر نیمروز کی طرح روشن ہوجاتا ہے کہ نبی کریم محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین یعنی آخری نبی ورسول ہیں اور قرآن مجید اللہ کی آخری کتاب ہے۔ اس کے بعد کوئی کتاب قیامت تک نازل نہیں ہوسکتی۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے یا کسی نئی کتاب الٰہی کے نزول کی خبر دے وہ جھوٹا اور کافر ہے اور اسے نبی یا مجدّد سمجھنے والے بھی کافر ہیں۔

ختم نبوت کا اعلان:

سید المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ اس حقیقت کے یقین کے لیے اتنا ہی کافی

تھا کہ قرآن وحدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی بعثت کا کوئی تذکرہ نہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت وکرم کا تقاضا ہوا کہ اس حقیقت کی تصریح کر کے اور اُسے مثبت انداز میں ذکر کر کے اس طرح روشن کر دیا جائے کہ کسی قسم کا شک وشبہ اس کے قریب بھی نہ آ سکے۔ اس لیے قرآن کریم اور حدیث شریف میں عقیدۂ ختم نبوت صاف صاف بیان فرمایا گیا ہے۔ قرآن کریم کی بہ کثرت آیات اس سچے عقیدے کی تعلیم دے رہی ہیں۔ اسی طرح متعدد احادیث میں یہ مضمون بیان فرمایا گیا ہے۔ ہم اس وقت بہ غرض اختصار ایک آیت اور ایک حدیث نقل کرتے ہیں:

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَ لٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَ کَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا (پ۲۲۔الاحزاب:۴۰)

''محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں بلکہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا علم ہے۔''

آیت نے بات بالکل واضح کر دی اور صاف صاف بتا دیا کہ: ہمارے نبی اکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین یعنی آخری نبی ورسول ہیں یعنی سلسلۂ نبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گیا۔ آپ کے بعد کسی نبی کی بعثت نہیں ہوئی اور نہ قیامت تک ہو گی۔ خَـاتَم (تا کے زبر کے ساتھ) عربی زبان میں ہر اُس چیز کو کہتے ہیں جس کے ذریعے سے کسی چیز کو ختم کیا جائے۔ اسی لیے '' مُہر'' کو عربی میں ''خاتم'' کہتے ہیں۔ کیوں کہ وہ تحریر کے آخر میں تحریر کے ختم کرنے کے لیے لگائی جاتی ہے۔ مہر کر دینے کے معنیٰ یہ ہوتے ہیں کہ اس کے بعد کچھ نہیں لکھا جائے گا۔ خاتم النبیین کے معنیٰ یہ ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں یعنی سلسلۂ نبوت آپ پر ختم ہو گیا۔ اب کسی شخص کو نبی بنا کر مبعوث نہیں کیا جائے گا۔

اس آیت میں ایک متواتر قرأت خَـاتِمُ (تا کے کسرہ یعنی زیر کے ساتھ) بھی ہے۔ اُس کے معنی تو اس سے بھی زیادہ واضح ہیں۔ معمولی عربی جاننے والے اردو دان بھی جانتے ہیں کہ خَاتِم کے معنی ختم کرنے والا ہیں۔ اس کا ترجمہ بھی یہی ہو گا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔ یعنی سلسلہ نبوت ورسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گیا۔ آپ کے بعد کسی شخص کو نبوت کا منصب نہیں دیا گیا اور نہ قیامت تک دیا جائے گا۔

مرزائیوں سے اس آیت کا کوئی جواب نہیں بن پڑتا اور ہٹ دھرمی اُنھیں حق بات قبول کرنے کی اجازت نہیں دیتی تو گھبرا کر یہ لغوبات کہنے لگتے ہیں کہ خاتم النبیین کا مطلب نبیوں کی مہر ہے اور مہر تصدیق کے لیے لگائی جاتی ہے۔ مطلب یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب نبیوں کی تصدیق کرنے والے ہیں۔ اُن کی اس لغوبات پر ہنسی آتی ہے اور تعجب ہوتا ہے کہ ایسی رکیک اور مہمل بات کہتے ہوئے انھیں شرم کیوں نہ آئی؟ ایسی لغو اور بے جان بات کا جواب دینے کی بھی ضرورت نہ تھی مگر جھوٹوں کو گھر تک پہنچانے کے لیے اس کا جواب درج ذیل ہے۔

اوّل:

اگر بہ قول مرزائی ''خاتم'' بمعنیٰ ''مُہر'' لیا جائے تو بھی تو ہمارا مدعا ثابت ہی رہتا ہے اور مرزائی مدعا مفقود؟ کیوں کہ مہر خواہ تصدیق کے لیے لگائی جائے یا توثیق کے لیے لگائی تو بہر حال آخر ہی میں جاتی ہے۔ تو مطلب وہی رہتا ہے کہ انبیاء

کی فہرست ختم۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء کی مہر ہیں۔ اس لیے آخر میں ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوسکتا۔

ثانی:

اگر اس کا مطلب تصدیقِ انبیاء ہے تو اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت کیا ظاہر ہوئی؟ ہر نبی نے اپنے پہلے انبیاء کرام کی تصدیق کی ہے۔ البتہ آخری نبی ہونا ایک عظیم الشان خصوصیت ہے اور آیت میں یقیناً اسی کو بیان فرمایا گیا ہے۔

ثالث:

آیت میں پہلے یہ مضمون بیان فرمایا گیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی اولادِ نرینہ نہیں باقی رہے گی۔ تا کہ کسی کو یہ وہم نہ ہو کہ آپ کی نسل میں کوئی دوسرا نبی ہوگا۔ پھر بتایا گیا کہ آپ پر سلسلۂ نبوت ورسالت ختم ہوگیا اور آپ کے بعد کسی کو نبی نہ بنایا جائے گا۔ اسی لیے آپ کی اولادِ نرینہ نہیں باقی رکھی گئی۔ اس طرح دونوں مضامین کا جوڑ اور باہمی مناسبت سمجھ میں آجاتی ہے لیکن اگر یہ معنی نہ لیے جائیں اور نبیوں کی مہر کے معنی لیے جائیں تو آیت کے دونوں مضامین میں کوئی جوڑ نہیں سمجھ میں آتا اور اس کے دونوں اجزاء کے درمیان کوئی مناسبت نہیں معلوم ہوتی اور ظاہر بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام بے جوڑ نہیں ہوسکتا؟ اس گفتگو سے دن چڑھے آفتاب سے بھی زیادہ یہ حقیقت روشن ہوگئی۔ آیت مذکورہ میں خاتم النبیین کا وہی مطلب ہے جو اس سے ظاہر ہوتا ہے یعنی یہ کہ ''محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ورسول ہیں۔'' اور مرزائیوں نے اس کی جو تاویلات کی ہیں، وہ بالکل غلط، لچر اور پوچ ہیں بلکہ قرآن کریم میں تحریفِ معنوی کے مرادِف اور سراپا گمراہی ہیں۔ بخاری شریف جلد اوّل ص ۴۹۱ کتاب الانبیاء بَابُ مَاذُکِرَ عَنْ بَنِی اسرائیل اور مسلم شریف ج ۲، ۱۲۶ کتاب الامارۃ میں یہ حدیث ہے:

عَـنْ اَبِـی هُرَیْرَةَ (رضی اللّٰه عنه) یُحَدِّثُ عَنِ النَّبِیَّ صَلَی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَتْ بَنُو اِسْرَائِیْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِیَاءُ کُلَّمَا هَلَکَ نَبِیٌّ خَلَفُهٗ نَبِیٌّ وَاِنَّهٗ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ وَسَیَکُوْنُ خُلَفَاءُ فَیَکْثُرُوْنَ''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشادِ گرامی نقل فرماتے ہیں کہ: ''بنو اسرائیل کی سیاست انبیاء کے ہاتھ میں رہتی تھی جب ایک نبی کی وفات ہوجاتی تھی تو دوسرے نبی اُن کے قائم مقام ہوجاتے تھے اور بے شک میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور عن قریب کثیر تعداد میں خلفاء ہوں گے۔''

حدیث محتاجِ تشریح نہیں۔ اب جو شخص نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ یقیناً جھوٹا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ پر افتراء اور خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی تکذیب کرتا ہے، ایسا شخص قطعاً کافر ہے۔ اور جو شخص اُسے نبی سمجھے بلکہ جو شخص اُسے اس کے کفر کے باوجود مسلمان سمجھے وہ بھی کافر، خارج از اسلام ہے۔ اسی لیے علماء دین کا اتفاق ہے کہ مرزائی (قادیانی ہوں یا لاہوری) بالکل کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

نزولِ عیسیٰ علیہ السلام:

ہم سب مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ابھی تک طبعی موت نہیں آئی، نہ اُنھیں صلیب دی گئی بلکہ وہ زندہ آسمان پر اٹھا لیے گئے اور قیامت کے قریب خروج دجال کے زمانہ میں آسمان سے اتر کر دوبارہ دنیا میں تشریف

لائیں گے اور دجال کو قتل کر کے ادیانِ باطلہ کو ختم کر دیں گے۔ اس عقیدے کی وجہ سے مرزائی مبلغین مسلمانوں کو یہ دھوکہ دیتے ہیں کہ دیکھو! حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کا اعتقاد عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف ہے۔

مرزائیوں کے اس مغالطہ کا جواب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ اس دنیا میں آنا ختم نبوت کے خلاف نہیں۔ کیوں کہ سلسلہ نبوت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو جانے کا مطلب ہے کہ آپ کے بعد کسی کو نبوت کا مرتبہ نہیں دیا جا سکتا۔ یہ مطلب نہیں اور نہ ہو سکتا ہے کہ جو انبیاء گزر چکے ہیں (العیاذ باللہ) ان کی نبوت بھی چھین لی جائے یا وہ کبھی دنیا میں دوبارہ نہ آسکیں۔ ہاں کسی شخص کو نئے سرے سے نبوت نہیں دی جا سکتی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہلے سے نبی ہیں اور آج بھی اللہ کے رسول اور نبی ہیں۔ اُن کے دوبارہ تشریف لانے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ انھیں نئے سرے سے نبی بنایا جا رہا ہے۔ کیوں کہ وہ تو پہلے ہی سے نبی ہیں۔ بلکہ اس کا حقیقی مطلب و مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض مصالح اور حکم کے مطابق انھیں دوبارہ دنیا میں بھیجیں گے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک امتی کی حیثیت سے آسمانِ چہارم سے اتر کر دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے کیوں کہ اُن پر موت نہیں طاری ہوئی۔ بلکہ جب یہود نے انھیں صلیب پر چڑھانا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے انھیں زندہ آسمان پر اٹھا لیا اور اُن کے دشمن ناکام و نامراد ہوئے۔ جیسا کہ قرآن کریم سے روشن ہے۔ پھر قیامت کے قریب جب دجال خروج کرے گا‘ اُس وقت وہ پھر دنیا میں تشریف لائیں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔ جیسا کہ بہ کثرت صحیح احادیث میں صاف صاف بیان فرمایا گیا ہے۔ وہ جب آئیں گے تو شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الف الف تحیۃ ہی کی پیروی کریں گے اور آنحضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک امتی بن جائیں گے۔ اس لیے اُن کا آنا نبوت کے خلاف نہیں۔

ایک مثال:

مزید وضاحت کے لیے اس مثال پر غور کیجیے کہ ایک شخص جو سول سروس کی اعلیٰ ڈگری رکھتا ہے کسی صوبہ کا گورنر مقرر ہوتا ہے۔ اُس کے ریٹائر ہونے کے بعد دوسرا گورنر مقرر ہو جاتا ہے۔ اب اُس کے زمانہ میں اگر اسی صوبہ میں سابق گورنر بہ حیثیت ایک عام شہری کے آتا ہے تو کیا یہ بات دوسرے گورنر کی گورنری کے خلاف ہے اور کیا اس سے اُس کے عہدہ پر کوئی اثر پڑتا ہے۔ اور کیا گورنری سے ریٹائر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اُس کی ڈگری بھی سلب ہو جاتی ہے؟

بات بالکل صاف ہے کہ سابق گورنر جب بہ حیثیت ایک عام شہری کے آیا تو اُس سے موجودہ گورنر کے عہدہ پر ادنیٰ اثر بھی نہیں پڑا۔ اس کے ساتھ سابق گورنر کی سول سروس کی ڈگری بھی بدستور باقی رہی۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے اور خاتم النبیین سید المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک امتی کی حیثیت سے آئیں گے اور اُن کا مرتبہ نبوت بدستور باقی رہے گا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا۔ نبی اکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہونے کی ایک مستقل دلیل ہے کیوں کہ نزولِ مسیح علیہ السلام سے یہ بات بالکل روشن ہو جائے گی کہ خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نئے نبی کی بعثت تو کیا ہوتی؟ اگر قدیم انبیاء بھی آجائیں تو وہ بھی بحیثیت نبی کوئی کام نہ کریں گے۔ یعنی اُن کا کارِ نبوت باقی نہ رہے گا بلکہ وہ بھی امت محمدیہ علی صاحبہا الف الف تحیۃ میں داخل ہو کر نبی خاتم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک امتی کی حیثیت سے ہی آپ کی لائی ہوئی شریعت پر عمل اور اُسی کی خدمت و نصرت کریں گے۔

تنبیہِ ضروری:

عقیدۂ ختم نبوت ضروریاتِ دین میں داخل ہے اوراس کا منکر یا اس میں شک وشبہ کرنے والا کافر ہے۔ جس طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نئے نبی کی بعثت کا قائل ہونا اس عقیدہ کے خلاف اور کفر ہے۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کسی اور کی نبوت کا قائل ہونا بھی عقیدہ ختم نبوت کے خلاف اور کفر ہے۔ اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور وحی میں کسی کو شریک سمجھنا کہ آپ کے زمانہ میں یا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے کسی اور کو بھی ہدایتِ خَلق اللہ کا براہِ راست حکم دیا تھا یا اس مقصد سے مخصوص طور پر براہ راست مامور فرمایا تھا۔ ختم نبوت کا کھلا ہوا انکار ہے جو یقیناً کفر کے حدود میں داخل ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہوگئی ہوگی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد (رافضیوں کے خود ساختہ امام نما نبی ائمۃ اثنا عشرؒ یعنی) بارہ اماموں پر کتاب نازل ہونے اور وحی آنے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن کے مقرر ہونے اور اس وجہ سے اُن کی اطاعت واجب ہونے کا عقیدہ بالکل باطل اور عقیدہ ختم نبوت کے خلاف ہونے کی وجہ سے حد کفر میں داخل ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ امام، مقتدیٰ اور پیشوا کو کہتے ہیں۔ جیسے نماز میں امام ہوتا ہے۔ ان معنی کے لحاظ سے ہزاروں امام ہو چکے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ چونکہ امامت اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر شدہ کسی منصب کا نام نہیں۔ اس لیے امامت کا عقیدہ بالکل غلط اور باطل ہے اور عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف ہونے کی وجہ سے حدِ کفر میں داخل ہے۔ اسی طرح یہ بھی باطل اور غلط ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عبادت کے لیے غارِ حرا میں تشریف لے جایا کرتے تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ہمراہ ہوتے تھے۔ اس بات کی لغویت تو اسی سے ظاہر ہے کہ اس کا کوئی تاریخی ثبوت نہیں اور روافض کی روایت قابل اعتماد نہیں۔ علاوہ بریں حضرت علی رضی اللہ عنہ اُس وقت بچے تھے، نبی علیہ السلام کے ساتھ کیا جاتے اور اگر بالفرض گئے بھی ہوں تو اُس سے کیا حاصل؟ کیوں کہ فرشتہ کو دیکھنے یا براہِ راست وحی کا ادراک وشعور کرنے کی صلاحیت ہی اُن میں نہ تھی بلکہ وہ تو اُس وقت علومِ نبوت کو کماحقہ سمجھنے کی بھی صلاحیت نہ رکھتے تھے۔ اس لیے وہاں جاتے بھی تو کیا فائدہ اٹھا سکتے تھے۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر بعض اوقات ایسی حالت میں وحی نازل ہوتی تھی۔ جب مجمع عام میں ہوتے تھے مگر کسی کو اس وحی کی ذرہ برابر بھی اطلاع نہ ہوتی تھی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ قصہ بالکل بے اصل قطعاً غلط اور منافقوں کا وضع کیا ہوا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تنہا غارِ حرا میں تشریف لے جاتے تھے۔ کوئی بھی آپ کے ہمراہ نہ ہوتا تھا۔

مرزائیوں کو خیر خواہانہ مشورہ:

ہم (لاہوری اور قادیانی) سب مرزائیوں کو خیر خواہانہ مشورہ دیتے ہیں کہ وہ اس مسئلہ پر خود غور کریں۔ مہر نیمروز سے زیادہ روشن بات ہے کہ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نئے نبی کی بعثت ہونے والی ہوتی تو اس کی صاف صاف پیش گوئی قرآن کریم میں ضرور ہوتی یا کسی حدیث متواتر میں مذکور ہوتی۔ جب دونوں باتیں مفقود ہیں تو مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا بالکل واضح ہے۔ مرزائیوں کو چاہیے کہ مرزا قادیانی کے کاذب اور جھوٹے ہونے کا اقرار کریں اور ختم نبوت پر ایمان لاکر اسلام میں داخل ہوں۔ وما علینا الا البلاغ

سید کاشف گیلانی

حمد باری تعالیٰ

مجھے یقیں ہے مکاں ، لامکاں اُسی کے ہیں
زمیں بھی اُس کی ہے ہفت آسماں اُسی کے ہیں

یہ آسماں پہ مہ و مہر ہیں اُسی کے غلام
چمن اُسی کے ، بہار و خزاں اُسی کے ہیں

اُسی نے اِن کو دیا ہے ہمارے مصرف میں
زمیں میں جو ہیں خزانے نہاں اُسی کے ہیں

اُسی کے حکم سے ہے کائنات گردش میں
یہ سارے قافلے ہر دم رواں اُسی کے ہیں

زمیں پہ جن و بشر بندگی میں ہیں مصروف
فلک پہ جتنے ہیں کرّوبیاں اُسی کے ہیں

اُسی کے ہیں جو فلک پر ہیں ذِکر میں مشغول
جو دے رہے ہیں زمیں پر اذاں اُسی کے ہیں

کسی پہ وقت سدا ایک سا نہیں رہتا
تمام وقت مگر جاوداں اُسی کے ہیں

میں مانتا ہوں غلط کار ہیں مگر پھر بھی
جو مانگتے ہیں اُسی کی اماں اُسی کے ہیں

یہ ہم پہ فرض ہے تفریق ہم کریں کاشفؔ
یہ اِمتحانِ یقین و گماں اُسی کے ہیں

پروفیسر خالد شبیر احمد

نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

سب غوث ، سب ولی ، سبھی اقطاب آپ کے
ہیں آفتاب و کوکب و مہتاب آپ کے

سیرت کا حرف حرف ہے قندیلِ آگہی
کندہ کتابِ وقت میں ابواب آپ کے

سلطانِ دہر ، نازِ جہاں ، فخرِ کائنات
جھومر ہیں کائنات کے القاب آپ کے

سب سے بڑا ہے معجزہ قرآن آپ کا
کچھ کم نہیں ہے معجزہ اصحاب آپ کے

ہیں آپ ایک گلشنِ توحید کی مثال
گل ہائے رنگ رنگ ہیں احباب آپ کے

ضوریز ہیں حضور کے جوہر صدف صدف
ساحل فروز ہیں درِ نایاب آپ کے

روزِ ازل سے ہیں یوں حضور آپ کا غلام
ہیں نقش میرے دل پہ بھی آداب آپ کے

دل میں ہیں میرے آپ کی یادیں بسی ہوئیں
آنکھوں میں بس رہے ہیں مری خواب آپ کے

خالد نصیب ہے ہمیں معراجِ بندگی
عرشِ بریں ہیں منبر و محراب آپ کے

مولانا سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ

جہاں پناہ! ظل اللہ......؟

(فرضی امیر المومنین کے عاقبت اندیش درباریوں کی عرض داشت)

حضور! آپ کب تک یہ بزمِ طرب ،محفل عیش وعشرت جماتے رہیں گے؟
حضور! آپ کب تک غریبوں کے خوں سے ' یہ جشنِ چراغاں مناتے رہیں گے؟
حضور! آپ کب تک حقائق کو مستور رکھیں گے' انصاف کا خون کر کے
حضور! آپ کب تک تشدد کا احسان فرمائیں گے ،عکسِ قانون کر کے
حضور! آپ کب تک یونہی دین مظلوم کو قید رکھیں گے زندانِ شر میں
حضور! آپ کب تک یونہی عدل وتقویٰ کو پامال رکھیں گے اپنے سفر میں
حضور! آپ کیسے امام حرم بن سکیں گے ،بتوں کے پرستار بن کر؟
حضور! آپ کیسے وفادارِ ملت رہیں گے ،شریعت کے غدار بن کر؟
حضور! آپ کیسے خدائی کریں گے' کہ ہیں سب بنی نوع باہم مساوی
حضور! آپ کیسے قیادت چلائیں گے باایں ہمہ کاذبانہ دعاوی

☆☆☆

حضور! آپ نشہ میں مخمور ہیں اور دنیا کہاں سے کہاں جا چکی ہے
حضور! آپ مانیں نہ مانیں مگر انقلابِ نوی کی گھڑی آ چکی ہے
حضور! اب تو کونوں میں دبکی ہوئی صالحیت بھی' میدان گرما چکی ہے
حضور! اب تک بے باکی اکڑی ہوئی معصیت بھی ،ہزیمت کی راہ پا چکی ہے
حضور! آپ نے آدمی کو بھی بیگار لینے کی خاطر تو انساں نہ سمجھا
حضور! آپ نے تو فقط خود فریبی کے باعث ،تغیر کا امکاں نہ سمجھا
حضور! آپ نے دین والوں کو مبغوض جانا تھا' اور دیں کی تذلیل کی تھی
حضور! آپ نے کل محاسن مٹا کر' جہاں بھر کی بدیوں کی تکمیل کی تھی
حضور! آپ نے ملک وملت کے بے لوث خدام کو عرف غدار بخشا
حضور! آپ نے بس فرنگی کے خود کاشتوں ہی کو ملت کا غم خوار سمجھا
حضور! آپ نے ڈیڑھ سو سال سے دیں پہ جاں دینے والوں کو معتوب رکھا

حضور! آپ نے مستند اور پشتینی غدارزادوں کو محبوب رکھا
حضور! آپ نے بس عدوِ خدا ونبی کی اطاعت کو مفروض جانا
حضور! آپ کا کارنامہ ہے غیروں پہ مرنا اور اپنوں کو ہر دم مٹانا
حضور! آپ کی تیغ بیداد سے آدمیت اماں چاہتی مرگئی ہے
حضور! آپ کے ظلم پیہم کی ممنون ہوکر، شرافت بھی رخصت ہوئی ہے
حضور ! آپ کے تیر تلبیس وتزویر نے بھی امانت دیانت کو چھلنی کیا ہے
حضور! آپ کی پاسبانیٔ عصمت نے شرم وحیاء کو بھی زخمی کیا ہے
حضور! آپ کی رسم بندہ نوازی نے رشوت خیانت کو زندہ کیا ہے
حضور! آپ کی شان فیضان رسانی نے، قحط اور افلاس کو بھی جنا ہے

☆☆☆

حضور! آج باغی رعایا نے قصرِ حکومت پہ یلغار کردی، سنا ہے
حضور! آپ کی تیرہ بختی نے اب تو اک آتش شرربار کردی، سنا ہے
حضور! اب تو روزن سے پردہ اٹھاکر، نتائج کی وحشت کانظارہ کیجیے
عزائم کی شدت ،مقاصد کی عظمت ،وسائل کی قلت کااندازہ کیجیے
حضور! آپ کے یہ جلال حکومت ، یہ سب کروفر،دبدبہ عارضی ہے
حضور! آپ کے سارے اعمال نامی ہیں ، انجامِ بد کی گھڑی آگئی ہے
حضور! آپ کے اب حواس اڑ چلے کیوں؟ یہ سب آپ ہی کے عمل کابدل ہے
حضور! آپ چھپ جائیں ،لیکن وہ خلعت ، وہ کلغی ،وہ تاج اورخزانہ کہاں ہے؟
حضور! اب تو جاں بخشی ممکن نہیں ہے وہیں جایئے گا وہ سب کچھ جہاں ہے؟

قارئین متوجہ ہوں

قارئین کی طرف سے اکثر یہ شکایت موصول ہوتی ہے کہ ہمیں سالانہ چندہ ختم ہونے کی کوئی اطلاع نہیں ملی اوررسالہ بندکردیا گیاہے۔اس شکایت کے ازالے اورقارئین کی سہولت کے لیے لفافے پر پتا کے اوپر مدت خریداری درج کردی گئی ہے۔قارئین سے التماس ہے کہ درج شدہ مدت کے مطابق اپنا سالانہ چندہ ارسال کرکے اگلے سال کی تجدید کرالیں۔جن قارئین کا سالانہ زرِتعاون مئی ۲۰۰۷ءاور جون، جولائی ۲۰۰۷ء میں ختم ہورہا ہے۔براہِ کرم اسی ماہ میں ہی اپنا سالانہ زرِتعاون ۱۵۰ روپے ارسال فرمادیں۔بصورت دیگر آئندہ شمارے کے لیے معذرت! (سرکولیشن منیجر)

تاثیر وجدان

وطن فروشوں کے نام

وطن کے زخموں کا مرہمِ اندمال تم ہو، شفا فروشو؟
شفا فروشو، وطن کی رِستی جراحتوں کے الم گسارو
فریب کارو
وطن کے آلامِ جاں شکن پر
فشارِ غم سے، ریا کے مارے کمر خمیدہ نڈھال لوگو!
شفیق غارت گرو
وطن کے بڑے ہی بے مہر، مہربانو!
جو ہو سکے تو ڑ دو، گرا دو
کدال کی ضربِ آخری سے
فصیلِ جاں اس وطن کے گھر کی
ستم گرو لُوٹ لو اثاثہ گئے دنوں کی صداقتوں کا
شرافتوں کا
جو اتفاقاً غریب گھر میں بچا ہوا ہے
جو ہو سکے تو گنوا دو میراثِ امن اپنی
جو ہو سکے تو جلا دو سامانِ عدل اپنا
لٹا دو سارے خزانۂ صدق کو لٹا دو
بجھا دو، آثارِ حق کی ہر روشنی بجھا دو
کہ تم تو بااختیار ٹھہرے
تمہارے ہاتھوں کے اختیارِ عمل کو ہر شخص مانتا ہے
وطن تو ماں کی طرح مقدس ہے، کم نگاہو
اور اس مقدس عظیم ماں پر
تمہارے احسان کم نہیں ہیں
تمہارے احساں وطن کی پلکوں پہ گوہرِ سرخ بن چکے ہیں
تمہارے احساں وطن کے سینے پہ
زخم بن کر سجے ہوئے ہیں

قاری عبدالرحمٰن مجاہد

سانحۂ کراچی......۱۲ مئی ۲۰۰۷ء

شاخِ گل پر کھلنے والے پھول مرجھانے لگے
بلبلِ رنگیں نوا کے گیت شرمانے لگے

زاغِ دشتی مور بن کر رقص فرمانے لگے
اور شغالاں بدسگالاں بھیرویں گانے لگے

کون سن پائے گا کوئل کا سرودِ دل نشیں
کرگسوں کا غول جب اپنی کتھا گانے لگے

ہے یہ اک "جہلِ مرکب" کی جہالت کا ثبوت
بے دھڑک قرآن کی تفسیر فرمانے لگے

حادثہ ہے حادثہ اور سانحہ ہے سانحہ
ایک جاہل اور وہ عالم کے منہ آنے لگے

صرف ملزم ہی نہیں بھاگا ہوا مجرم بھی ہے
ملک کے آئین کی تشریح فرمانے لگے

بارہ مئی کو کیا ہوا ؟ کس نے کیا ؟ اور کیوں کیا ؟
سارے چہرے سارے مقصد جانے پہچانے لگے

بوری بند لاشے ، بدن میں چھید ، بھتہ خوریاں
بد دعاء مظلوم کی بھی کب خدا جانے لگے

روشنی کا شہر تھا میرا کراچی اور آج
قتل و غارت ہر طرف اندھیرے لہرانے لگے

میر جعفر ، میر صادق ماضی کے کردار تھے
آج پھر اپنی بُری تاریخ دہرانے لگے

اے خدا بحران سے نکلے مجاہد کا وطن
میرے اُجڑے باغ میں بھی اب بہار آنے لگے

زاغِ دشتی: کوّا، شغالاں: گیدڑ، بھیڑیا، کرگسوں: مردار خور، چیل

سید محمد معاویہ بخاری

مستقبل کا سیاسی منظر نامہ......امریکہ کیا چاہتا ہے؟

آندھیاں بے سبب اُٹھتی ہیں اور نہ ہی حالات یک لخت بدلتے ہیں۔ تغیرات موسموں کے ہوں یا حالات کے دونوں کا ظہور و ورود طے شدہ فیصلوں کے تحت ہی ہوتا ہے۔ طوفانوں کی رفتار اور سمتوں کا تعین کرنے والے جدید ترین سسٹم بے شک پیشگی اطلاعات فراہم کرنے پر کسی حد تک ضرور قادر ہو گئے ہوں گے لیکن ان کی زد میں کون کس طرح آئے گا اور تباہی و بربادی کا میزانیہ کس عدد پر جا کر رکے گا یہ جاننے کی صلاحیت امریکہ سمیت ابھی تک کسی کو حاصل نہیں ہو سکی۔ اگر ایسا کسی درجہ میں بھی ممکن ہوتا تو امریکی افواج افغانستان، عراق پر کبھی حملہ آور نہ ہوتیں اگر انہیں یقین ہوتا کہ وہ تاریخ کے بدترین جانی و مالی نقصان اور ذلت ورسوائی سے دوچار ہونے جا رہے ہیں تو آتش و آہن برسانے کا منصوبہ صرف عیار شہہ دماغوں کی رائے تک ہی محدود ہو جاتا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ ارض وسما پر حکمرانی کا گھمنڈ، گہرے سمندروں پر تسلط اور خونریز حکمت عملیوں کی سو فیصد کامیابیوں کا زعم رکھنے والا ٹولہ اس طرح بے مراد ہوا ہے کہ بوکھلاہٹ میں اسے کچھ سجھائی نہیں دے رہا۔ یہ واقعہ اپنی نوعیت میں بے مثال ہے کہ دنیا کی سب سے بڑی عسکری قوت کے مدمقابل ایمان و عزم کی آہنی دیواریں یوں حائل ہوئی ہیں کہ وہ ان دیواروں کی سینکڑوں پرتیں نگل جانے کے باوجود یاجوج ماجوج کی طرح اپنی قہرمانی قوت سے معدوم نہیں کر سکی۔ یہی وجہ ہے کہ امریکہ بہادر کو اب اپنے متبعین کی فہرست میں کھڑی فرنٹ لائن سٹیٹ کے ان چوکیداروں پر بھی اعتماد نہیں رہا اور وہ اپنی شکست کے اسباب کا موازنہ کرتے ہوئے اس کے کردار کو بھی اپنی ہزیمت کی بنیادی وجہ قرار دے رہا ہے۔ گزشتہ 6 برسوں کے دوران DO MORE کے چابک سے دشوار گزار اور بے سمت راستوں میں ہانکنے کے باوجود اسے فرنٹ لائن سٹیٹ کے نگہداروں کی نیتوں پر شک ہے اور وہ ان کے حلف وفاداری کو جانچنے، پرکھنے کے لئے نت نئی ترکیبیں آزمانے پر تلا ہوا ہے۔ سوال یہ ہے کہ امریکہ پاکستان سے کیا چاہتا ہے؟ یہ سوال اس لئے بھی زیادہ اہم ہے کہ گزشتہ آٹھ برسوں کے دوران امریکی عہدیداروں نے پاکستان کو جتنی بار شرف میزبانی بخشا ہے اس کی مثال ہماری ساٹھ سالہ تاریخ میں نہیں ملتی۔ آخر اس التفات بے اماں کے تقاضے کیا ہیں؟ یہ بات اپنی جگہ قابل غور ہے کہ ایک ہی خطہ میں واقع دو اہم حلیف ممالک بھارت اور پاکستان کے حوالہ سے اس کی ترجیحات کا دائرہ مختلف کیوں ہو جاتا ہے؟ بقول سیکٹری خارجہ ''کنڈولیزرائس'' کے پاکستان صرف وار اون ٹیرر میں حلیف بنائی گئی فرنٹ لائن سٹیٹ ہے اور بھارت امریکہ کا مستقل سٹرٹیجک پارٹنر ہے۔ کیا ہماری بقا کا دارومدار بلا چون وچرا تابعداری سے مشروط بنا دیا گیا ہے۔ اور بصورت دیگر خاکم بدھن پاکستان کے وجود پر بھی سوالیہ نشان لگ سکتے ہیں؟ کیا ہمارے حکمران اس بات سے پوری طرح آگاہ ہیں کہ ان کی موجودہ پالیسیاں ملکی سلامتی کے حوالہ سے کہاں کھڑی ہیں۔ اور ان پالیسیوں کے خلاف قومی ردِعمل کا گراف کس خطرناک حد کو چھو رہا ہے؟۔ بے حیثیت اپوزیشن کی بے اثر ہاؤ ہو ایک طرف لیکن چیف جسٹس کے خلاف دائر شدہ صدارتی ریفرنس کے معاملے

پر وکلاء برادری اور سول سوسائٹی کا احتجاج ظاہر کر رہا ہے کہ حکمرانوں کی ناقابل فہم حکمت عملی اور غیر مرئی قومی مفادات کے تحفظ کا دعویٰ مطلقاً باطل ہے اور حکمران قوم کو یہ باور کرانے میں بری طرح ناکام ہوئے ہیں کہ ان کے عہد میں ملکی سالمیت اندوہناک خدشات کی زد سے باہر نکل آئی ہے اور ان کے اقتدار کی طوالت ہی ملک وقوم کو عزت وعظمت اور ترقی وفلاح کے عروج تک پہنچا سکتی ہے۔ قومی سطح کے اس عدم اعتماد نے ہی امریکی انتظامیہ کے لئے بھی تشویش پیدا کی ہے، وہ کھلی آنکھوں دیکھ رہے ہیں کہ صدر جنرل پرویز مشرف گزشتہ آٹھ برسوں سے قائم اپنی کمانڈنگ پوزیشن میں نہ صرف کمزور ہوئے ہیں بلکہ پہلی بار خود کو ایک مشکل صورت حال میں گھرا ہوا بھی دیکھ رہے ہیں۔ ۹/مارچ سے پہلے انہوں نے کبھی دفاعی پوزیشن اختیار کی تھی اور نہ ہی اپنی حلیف حکمران جماعت سے گلہ کرتے ہوئے انہیں یہ کہنا پڑا تھا کہ ''اتنی بڑی وزارتی کابینہ بھی میری پالیسیوں کا عوامی سطح پر دفاع کرنے میں ناکام رہی ہے'' بقول صدر پرویز مشرف کہ حالات کے گرداب میں مجھے تنہا چھوڑ دیا گیا ہے، اگر سب کچھ مجھے ہی کرنا ہے تو پھر ان لوگوں کی کیا ضرورت ہے۔ مذکورہ بالا جملے صدر پرویز مشرف نے بھاری بھرکم وفاقی کیبنٹ کے ایک اہم اجلاس میں کہے تھے۔ اور ان کے لب ولہجے سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ موجودہ صورتحال میں وہ خود کو کہاں کھڑا دیکھتے ہیں۔ ورنہ اس سے پہلے صدر صاحب عوامی اجتماعات میں حکمران جماعت کے سرکردہ افراد کو اپنی حمایت یافتہ معتبر ٹیم قرار دے کر عوام سے اپیلیں کر رہے تھے کہ وہ آئندہ انتخابات میں انہیں ووٹ دے کر دوبارہ منتخب کرائیں تاہم اب محسوس ہوتا ہے کہ یہ سلسلہ شاید موقوف ہو چکا ہے اور مستقبل کے لئے نئی صف بندی کے لئے سنجیدگی سے غور کیا جا رہا ہے۔ صدر صاحب کے پیش نظر ان کے دوبارہ منتخب ہونے کا مرحلہ درپیش ہے۔ اور صورتحال یہ ہے کہ اس حوالہ سے انہیں خود اپنی حلیف جماعت کے سرکردہ افراد سید کبیر علی واسطی، مشاہد حسین سید، ایس ایم ظفر سمیت دیگر کئی اہم رہنماؤں کی مخالفت کا بھی سامنا ہے۔ بلکہ یہ کہنا زیادہ درست ہے کہ حکمران جماعت پرویز مشرف صاحب کے باوردی صدر رہنے کے معاملہ پر تقسیم ہو چکی ہے۔ میر ظفر اللہ خان جمالی، سید کبیر علی واسطی، مشاہد حسین سید اور ایس ایم ظفر جیسے اعلیٰ پارٹی عہدیدار اپنے متعدد انٹرویوز میں برملا کہہ چکے ہیں کہ وہ جنرل پرویز مشرف کے باوردی صدر رہنے کو آئین کے خلاف اقدام تصور کرتے ہیں۔ بقول مشاہد حسین سید کے کہ وہ جنرل پرویز مشرف کے بجائے مسٹر پرویز مشرف کو صدر بنانے کے حق میں ہیں۔ اور ان کا آئندہ صدارتی انتخاب اگلی منتخب اسمبلیوں سے ہونا ہی درست اقدام ہوگا۔ مذکورہ صورتحال اتنی واضح ہے کہ اسے مخفی نہیں رکھا جا سکتا اور یقیناً امریکی حکام بھی اس پر گہری نظر رکھے ہوئے ہیں۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ امریکی انتظامیہ کو جنرل پرویز مشرف کے آئندہ کئی برسوں تک ضرورت رہے گی اور اس کا اظہار بہت پہلے کیا جا چکا ہے۔ البتہ اس ضرورت کو پاکستان کے موجودہ حالات کے تناظر میں نئی ترتیب ومنصوبہ بندی کے ساتھ پورا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ ذرائع ابلاغ کی رپورٹوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اگر حالات وواقعات کا تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ دو ہفتے قبل اسلام آباد میں امریکی عہدیداروں پر مشتمل ''دب اکبر'' کا ظہور محض اتفاق نہیں تھا۔ ماہر سیاسی نجومیوں کی متفقہ رائے ہے کہ ایسا انوکھا قران آفات کے نزول اور نحوست حالات کے جلد ظاہر ہونے کی علامت ہوتا ہے اور اس طرح کے نظارے ہمیشہ اس وقت ہی دکھائی دیتے ہیں جب گردش ایام کسی تکوینی فیصلے کے تحت انہیں دھکیلتے ہوئے کسی خاص منظر نامے کی تشکیل کے

لئے یکجا کر دیتی ہے۔ ذرائع ابلاغ پر پیش کئے جانے والے تجزیوں، تبصروں میں بھی اسی غیر مرئی حقیقت کا اعتراف کیا جا رہا ہے کہ آنے والے دنوں میں بہت کچھ ایسا ہونے جا رہا ہے جس کی توقع آج سے چار ماہ قبل نہیں کی جا رہی تھی۔ وہ کونسے بڑے فیصلے ہیں جن کے لئے فضا ہموار کئے جانے کی منصوبہ بندی ہو رہی ہے؟ سیاسی و سماجی حلقوں میں اس وقت یہی موضوع زیر بحث ہے۔ نائب وزیر خارجہ برائے جنوبی ایشیا ''رچرڈ باؤچر'' نائب وزیر خارجہ اوّل ''جان نیگرو پونٹے'' اور سنٹرل کمانڈ کے سربراہ ''کمانڈر ولیم جے فالن'' کی پاکستان آمد اور پھر حکومتی عہدیداروں کے علاوہ اپوزیشن رہنماؤں، چیف الیکشن کمشنر سے ان کی ملاقاتیں یقیناً غیر معمولی نوعیت کی حامل تھیں، ان کے پاس موجودہ حکومت اور اپوزیشن جماعتوں کے مابین اختلافات ختم کرانے کے کی مصالحتی تجاویز کے بجائے ان حتمی فیصلوں کی فہرست تھی جس کے مطابق مستقبل کے سیاسی سیٹ اپ کو چلانا مقصود ہے۔ تجزیہ نگاروں کے مطابق تینوں امریکی عہدیدار پاکستان کے اندرونی حالات کے پیش نظر کثیر الجہتی ایجنڈا لے کر آئے تھے۔ رچرڈ باؤچر کیونکہ جنوبی ایشیاء کے امور سے متعلق شعبہ کے نگران ہیں۔ پاک بھارت تعلقات، کشمیر، ایران، پاکستان، بھارت گیس پائپ لائن منصوبہ اور چین و ایران سمیت خطے کے دیگر کئی اہم سیاسی و اقتصادی معاملات ان کے ایجنڈے میں شامل تھے۔ چنانچہ ان کے پاس خطے کی مجموعی صورتحال اور پڑوسی ممالک کے ساتھ سیاسی، تجارتی، سفارتی اور اسٹرٹیجک تعلقات کے حوالہ سے امریکی ترجیحات کا پلندہ تھا۔ رچرڈ باؤچر نے چیف الیکشن کمشنر آف پاکستان سے ملاقات کرنے کے علاوہ بلوچستان کا دورہ بھی کیا اور بلوچستان کی تازہ ترین صورت حال پر نہ صرف پاکستان میں موجود اپنے خاص کارندوں بلکہ صوبائی حکومت سے بریفنگ بھی حاصل کی۔ جبکہ پاکستان آمد سے قبل انہوں نے دبئی میں پیپلز پارٹی کی چیئرپرسن بے نظیر بھٹو سے ملاقات بھی کی تھی۔ ذرائع کے مطابق ملاقات کے دوران صدر پرویز مشرف کے ساتھ کسی ممکنہ مفاہمت اور سیاسی سیٹ اپ میں ان کے کردار کا تعین کرنے کے ضمن میں بھی تفصیلی بات ہوئی ہے۔ جبکہ ''جان نیگرو پونٹے'' جنہیں حکومتوں کی مجموعی کارکردگی ناپنے اور پھر انہیں امریکی مفادات کے ساتھ منسلک کر کے مطلوبہ نتائج حاصل کرنے کا ۳۰ سالہ تجربہ حاصل ہے۔ ان کی خدمات اس وقت حاصل کی جاتی ہیں جب کسی بڑے فیصلے کی جانب پیش رفت کرنا مقصود ہو اور کہا یہی جا رہا ہے کہ موجودہ صورتحال کے تناظر میں وہ صدر مشرف کے لئے امریکی حکومت کی نئی ہدایات لے کر آئے تھے۔ اور امکان یہی ہے کہ نیگرو پونٹے نے پاکستان کے عام انتخابات، صدر مشرف کے وردی سمیت یا بغیر وردی کے اقتدار میں رہنے کے بارے میں تفصیلی بات چیت کی ہے۔ مبصرین کے بقول صدر مشرف کو بتا دیا گیا ہے کہ اب ان کی وردی کے حوالہ سے خود امریکی حکومت پر بھی دباؤ بڑھ رہا ہے، اور اسی وردی کو بنیاد بنا کر امریکی کانگریس، تھنک ٹینکس اور امریکی میڈیا کی جانب سے پاکستان کو دی گئی مراعات پر بھی نہ صرف تنقید کی جا رہی ہے بلکہ صدر بش سے مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ وہ جنرل پرویز مشرف کے مستقبل کے ساتھ ساتھ ان کے نعم البدل پر بھی سنجیدگی کے ساتھ غور وخوض کریں۔ چنانچہ جان نیگرو پونٹے کے ذریعہ حکومتی سطح پر متنبہ کر دیا گیا ہے کہ اب صدر مشرف کو سو بار وردی میں منتخب کرانے کے نعروں اور دعوؤں سے اجتناب کیا جائے۔ سنٹرل کمانڈ کے سربراہ کمانڈر ولیم جے فالن کو افغانستان میں طالبان کی بڑھتی ہوئی مزاحمت اور پاکستان کے قبائلی علاقوں میں ان کے نفوذ و رسوخ کے حوالہ سے امریکی حکمت عملی کی تفصیلات بتانے کے لئے

بھیجا گیا تھا۔ تجزیہ نگاروں کے بقول دنیا بھر میں بے اعتبار ہوتی رسوائے زمانہ ’’دہشت گری کے خلاف جنگ‘‘ (War on Terror) کی حیثیت اب نو گیارہ ۲۰۰۱ء کے فوری بعد پیدا شدہ کیفیت سے بالکل مختلف ہو چکی ہے، عراق و افغانستان میں بگڑتے حالات، مزاحمت پسندوں کی بڑھتی ہوئی گوریلا کارروائیاں، امریکہ اور اس کی اتحادی افواج کے بھاری جانی و مالی نقصانات اور سب سے بڑھ کر ہیبت ناک سپر طاقت کا ڈولتا دبدبہ ایسے حقائق ہیں جنہیں امریکی حکومت کیلئے نظر انداز کر دینا ممکن نہیں ہے۔ جبکہ ’’واراون ٹیرر‘‘ کے غیر فطری حلیف پاکستان کے لئے مشکلات اس لئے بھی زیادہ ہیں کہ اس جنگ میں جو کردار اسے سونپا گیا تھا وہ ملک کی اسٹریٹجک حیثیت و اہمیت اور صدر جنرل پرویز مشرف کی عسکری قیادت کو مدنظر رکھتے ہوئے سونپا گیا تھا۔ امریکی حکام ماضی کے تجربات کے پیش نظر بخوبی آگاہ تھے پاکستان میں کوئی بھی منتخب سیاسی حکومت اس کے خونریز ایجنڈے کی تکمیل کے لئے نہ تو حامی بھر سکتی ہے اور نہ ہی وہ مطلوبہ طاقت ور کردار ادا کر سکتی ہے۔ جس کی توقع ایک باوردی فوجی سربراہ سے کی جاسکتی ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ صدر پرویز مشرف امریکی انتظامیہ کی نظر میں آخری اور حتمی انتخاب ہیں۔ اور مستقبل قریب میں پیش آنے والے مشکل حالات کے لئے ان کے پاس کوئی دوسرا نعم البدل موجود نہیں ہوگا۔ ایسا سوچنا درست نہیں ہے۔ ہمیں ایک بات ضروری جان لینی چاہئے کہ امریکی پالیسیاں خواہ قلیل المدتی ہوں یا طویل المیعاد دونوں صورتوں میں صرف امریکی مفادات کو ہی مدنظر رکھا جاتا ہے اور اس طے شدہ طریق کار کے مطابق کسی حلیف حکمران کی اہمیت وضرورت مستقل بنیادوں پر نہیں سمجھی جاتی۔ ایسا تو ضرور ہوا ہے اور ہو رہا ہے کہ حسنی مبارک اور حامد کرزئی جیسے کٹھ پتلی حکمرانوں کی مدت اقتدار میں حالات کی نوعیت کے پیش نظر اضافہ قبول کر لیا جائے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی حقیقت ہے کہ صورت حال کی نزاکت، اور اپنے مفادات کے یقینی تحفظ کے لئے چہروں کی تبدیلی کے لئے بھی امریکی پالیسی ساز ادارے اپنے منصوبوں میں پوری گنجائش باقی رکھتے ہیں۔ سیاسی اتار چڑھاؤ پر گہری نظر رکھی جاتی ہے قریب الفکر جماعتوں سے مراسم مضبوط بنائے جاتے ہیں اور جہاں مخالف فکر کے لوگوں کے طاقتور ہونے کا امکان پیدا ہوتا ہے تو انہیں کمزور بنانے کے لئے اپنے حلیف طبقات کی بھرپور انداز میں مدد بھی کی جاتی ہے۔ اس امداد کا ایک حصہ عالمی ذرائع ابلاغ بھی ہیں جو اس ضمن میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ منظور نظر گروہ کو برسرِ اقتدار لانے کے لئے رائے عامہ کو ہموار کرنے کی مہم شروع ہو جاتی ہے اسی طرح اگر کسی حکومتی سیٹ اپ کی جڑیں کھوکھلی کرنا مقصود ہوں تو یہی ذرائع ابلاغ اس کے خلاف پروپیگنڈا کر کے حکومتی ساکھ کو دنیا بھر میں نامعتبر بنا دیتے ہیں۔ جنرل ایوب خان سے جنرل مشرف تک کے ادوار میں امریکی پالیسیاں اسی مہم نہج پر استوار چلی آ رہی ہیں۔ اور اب بھی غالب گمان یہی ہے کہ جس طرح ماضی قریب و بعید میں مختلف عنوانات کی تشہیر کر کے مخالف قوتوں کا راستہ روکنے کی کوشش کی جاتی رہی ہے اسی طرح انتہا پسندی اور اعتدال پسندی کے نئے اختراع شدہ عنوان کو بنیاد بنا کر میڈیا مہم کے ذریعے ایسی جماعتوں کا راستہ روکنے کی پالیسی ضرور اختیار کی جائے گی جو افغانستان کی صورتحال اور قبائلی علاقوں میں رونما ہونے والے واقعات پر اپنے تحفظات کا برملا اظہار کر رہی ہیں۔ معتبر ذرائع تسلیم کرتے ہیں کہ ایک ایسا سیاسی سیٹ اپ بنانے کا فیصلہ ہو چکا ہے جس میں مذہبی جماعتوں کا کردار کلی طور پر منفی کر دیا گیا ہے۔

ہارون الرشید

بے نظیر بھٹو اور سلمان رشدی

کیا محترمہ بے نظیر بھٹو کا برا وقت آپہنچا ہے؟ اگر سلمان رشدی والے بیان پر انھوں نے قوم سے معافی نہ مانگی تو بعید نہیں کہ الیکشن میں ان کے خلاف نعرے لگیں اور ووٹوں کے ڈبے خالی رہ جائیں۔ حد ہوگئی۔ برطانوی حکومت پسپا ہے اور لاہور میں امریکہ کے قونصل جنرل نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے کو اعزاز عطا کرنے پر نکتہ چینی کی۔ محترمہ اس کی مدد کو آئی ہیں۔

حسن ظن یہ ہے کہ رشدی ان کا ہیرو نہیں مگر مغرب کی خوشنودی کا حصول ایک کابوس کی طرح محترمہ کے ذہن پر سوار ہے۔ ان کی ذہنی حالت ایسی ہو چکی کہ وہ زمینی حقائق سے یکسر بے بہرہ ہیں۔ عوامی احساسات کی انھیں رتی برابر پروا نہیں۔ ایک بڑی سیاسی جماعت کی سربراہ کے طور پر انھیں اپنے مقام و منصب کا احساس بھی نہیں۔ وہ یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ یہ سیاسی مسئلہ نہیں۔ مسلمان کچھ بھی برداشت کر سکتے ہیں مگر اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین گوارا نہیں کر سکتے۔ ان کے دل زخمی ہیں اور محترمہ نے جو کچھ ارشاد کیا' وہ پاکستانی مسلمانوں کے زخموں پر نمک چھڑکنے کے مترادف ہے۔ اگر وہ یا ان کے اندھے پیروکار یہ سمجھیں کہ اس بات میں مبالغہ ہے یا یہ جذباتی نقطۂ نظر ہے تو جلد جان لیں گے' وہ بھگتیں گے اور ایسا بھگتیں گے کہ تمام عمر یاد رکھیں گے۔

سلمان رشدی جہنم میں جائے، مغرب اسے شیکسپیئر سے بڑا مصنف مان لے' یہ ہمارا مسئلہ نہیں۔ ''نائٹ ہڈ'' کیا وہ اسے نوبل پرائز دے دیں۔ یہ بالکل سامنے کی بات ہے کہ وہ ہر اس شخص کی حمایت اور سرپرستی کریں گے جو اسلام، عالم اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرے۔ فرض کیجیے سلمان رشدی ایک عظیم مصنف ہے تو پھر بنگلہ دیش کی تسلیمہ نسرین کیا ہیں۔ بنگالی زبان میں لکھا گیا اس کا ناول ''لجا'' (شرم) ایک گندی زندگی کی گھٹیا داستان ہے۔ ایک بے حیا عورت کے شب و روز جو اپنی بے حیائی پر نازاں ہے۔ مغرب نے اس کی پذیرائی کی اور بے پناہ پذیرائی۔ کوئی بھی لکھنے والا ایسا ناول دو تین ہفتوں میں لکھ ڈالے مگر اتنی بے شرمی اور ایسی ڈھٹائی ہر ایک میں نہیں ہوتی۔ پاکستان کے جاگیردار گھرانے کے ایک صاحبزادے لندن میں مقیم ہیں۔ انھوں نے ایک کتاب لکھی ہے "Can Pakistan Survive" عنوان ہی طرز احساس آشکار ہے۔ ذرا سی معقولیت اور سنجیدگی بھی ہوتی تو موضوع ہوتا "Who Can Pakistan Survive" ایک اور پاکستانی محترمہ نے اپنی کتاب بھارت سے چھپوائی۔ جس میں اپنے شوہر، اپنی اولاد اور اپنے وطن کا مذاق اڑایا۔ واقعہ رقم کیا کہ جب وہ مسجد قرطبہ کی سیر کرتے تھک گئیں تو اس کی سیڑھیوں

پر بادہ نوشی کی۔

کیا یہ محض پراگندہ خیالی ہے۔ جی نہیں۔ یہ بہت شدید اور گہرا احساس کمتری ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھیں اپنے وطن کی ہر چیز بری اور بھدی لگتی ہے۔ اپنی روایت، اپنا لباس، خور و نوش، عبادات، شخصیات، حتیٰ کہ تہذیبی ادارے بھی۔ ان میں سے بعض کی عبارتیں پڑھتے ہوئے بین السطور میں ایک رکیک حسرت دکھائی دیتی ہے: ''کاش میری ولدیت میں کسی انگریز، امریکی یا فرانسیسی کا نام لکھا ہوتا!''

پاکستان کے ایک مقبول شاعر ہیں۔ ایک بڑے اور محترم شاعر کا چربہ۔ ایسی ایسی گھٹیا گفتگو کرتے ہیں کہ خدا کی پناہ۔ ایک بار نوجوانوں کے ایک گروپ سے انھوں نے کہا: ''حج اور روزے کے سلسلے میں اجتہاد ہونا چاہیے۔'' اس احمق کو اتنی سی بات معلوم نہیں کہ بنیادی عبادات میں اجتہاد کا کوئی تصور ہی نہیں۔ مسلمانوں کے تمام مکاتبِ فکر اس پر متفق ہیں۔ مرحوم وزیر اعظم معراج خالد کے گھر میں ایک دن مجھ سے مخاطب ہوئے: ''رنجیت سنگھ پنجابیوں کے ہیرو ہیں'' عرض کیا: ''سکھوں کے'' فرمایا: ''میں کہتا ہوں تمام پنجابیوں کے'' گزارش کی: ''کسی کے کہنے سے کیا ہوتا ہے۔ دلیل لائیے ، شواہد پیش کیجیے۔'' وہ ساتویں آسمان پر تشریف فرما تھے۔ کہا: ''بس میں نے کہہ دیا نا۔'' اس پر طالب علم کو غصہ آیا اور اس نے عرض کیا: ''حضور یہ غزل کی شاعری نہیں جس میں ایک شعر، دوسرے شعر کو نہیں پہچانتا۔ یہ تاریخ ہے۔ اس میں عرق ریزی کرنا پڑتی ہے۔'' برہم ہوئے۔ اول فول بکتے رہے۔ بعد میں کسی بہانے مجھ پر مقدمہ بھی دائر کیا۔ میں نے: ''چشم ما روشن دلِ ما شاد، تشریف لائیے، عدالت میں ملاقات ہوگی۔'' بھاگ گئے، آج کل حریت پسندی کی اداکاری فرما رہے ہیں۔

یہ ذہنی مریض ہیں۔ فرار کی زندگی، معاشرے کے دھتکارے ہوئے لوگ، بچپن کی محرومیاں، ناقص تربیت، خراب ماحول۔ ایسے میں مغرب ان کا سہارا بنتا ہے اور یہ بہت دلچسپ ہے کہ کس طرح۔

رچرڈ شیر دل برطانیہ کا ہیرو ہے۔ صلاح الدین ایوبی نے اسے مار بھگایا تھا۔ اسپین کے عبدالرحمٰن الداخل اور دوسرے سلاطین اسپین کے راستے پیرس کے نواح تک جا پہنچے تھے۔ عثمانی ترک، خندق سلطان سلیم عملاً چیکوسلواکیہ، ہنگری اور آسٹریا کا حکمران تھا۔ وہ صدیوں تک مغرب مفتوح ہو جانے کے خوف میں مبتلا رہا۔ اس خوف نے نفرت کی شکل اختیار کر لی۔ عالم اسلام روبہ زوال ہوا اور دنیا کی زمام یورپ کے ہاتھ میں آ گئی، امریکہ جس کی توسیع ہے۔ قوموں کا اجتماعی مزاج صدیوں میں تشکیل پاتا ہے اور اس کے بعض اجزاء ہمیشہ باقی رہتے ہیں۔ صدر بش نے جب یہ کہا کہ وہ عراق میں صلیبی جنگ (کروسیڈ) لڑ رہے ہیں تو یہ اجتماعی لاشعور کا اظہار تھا۔

برصغیر کے بعض مصنف مغرب کے مزاج آشنا ہیں۔ یہ نام کے مسلمان عالم اسلام سے اس کی نفرت کا ادراک

رکھتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اگر وہ مشرق اور عالم اسلام سے بیزاری کا اظہار کریں تو ان کی پذیرائی ہوگی۔ کتاب زیادہ بکے گی، انعام ملے گا، چرچا ہوگا۔ مغربی اخبارات اور ٹی وی چینل جو غیر معمولی طور پر مؤثر ہیں انھیں ہیرو بنا کر پیش کریں گے۔ شہرت، آسودہ زندگی اور فکری آقاؤں کی سرپرستی۔ اور کیا چاہیے۔ سلمان رشدی کو آج ”سر“ کا خطاب ملا ہے۔ کل نوبل پرائز بھی ملے گا۔ دی ایس نیپال، اس سے بہتر مصنف نہیں، جسے مل چکا۔

کئی کو اس رائے سے اختلاف ہو سکتا ہے۔ فرض کر لیجیے، وہ بہت اچھا لکھتا ہے۔ مان لیجیے رشدی دوستوفسکی اور میکسم گورکی کے پائے کا مصنف ہے لیکن کیا تاریخ مسخ کرنے اور نفرت پھیلانے والے، اعزاز کے مستحق ہوتے ہیں۔ تہذیبوں میں تصادم کی راہ ہموار کرنے اور اقوام کے درمیان نفرت کا بیج بونے والے؟

یہ ذہنی مریض ہیں اور مغرب ایک ذہنی مرض، عالم اسلام سے نفرت میں مبتلا، لہٰذا وہ ان کی سرپرستی کرتا ہے اور کرتا رہے گا...... ہماری بلا سے، مسخ شدہ اذہان کے یہ لوگ ہمارا مسئلہ نہیں۔ ہمارا مسئلہ خود اپنی حماقتیں ہیں، تضادات، سطحیت، علم سے محرومی، نفرت میں پاگل ہونے اور اس طرح کے مطالبے کرنے کی بجائے کہ سر شاہنواز بھٹو کا خطاب واپس کیا جائے، ہمیں بنیادی مسئلے پر غور کرنا چاہیے۔ عالم اسلام کے زوال کا سبب کیا ہے۔ نجات کا راستہ کیا ہے۔

بے نظیر بھٹو مغرب کے ذہنی غلاموں میں سے ایک ہیں۔ ایک مزارعے کی طاقت کے ساتھ وہ امریکہ کے قدموں میں پڑی، مقدمات کی واپسی اور اقتدار کی بھیک مانگ رہی ہیں۔ قوم نے بہت سی خطاؤں سے صرف نظر کیا ہے۔ بھارت کے ساتھ مشترکہ کرنسی، کشمیری اور افغان مسلمانوں کے قتل عام کی حمایت، مذہبی انتہا پسندی اور ملا کی مخالفت کے نام پر، دینی اقدار اور اصولوں کی تحقیر۔ لیکن اب انھوں نے ایک ایسی حرکت کی ہے، جس کی قیمت انھیں چکانا ہوگی۔ بہتر یہ ہے کہ سلمان رشدی کی بالواسطہ حمایت پر وہ قوم سے معافی مانگیں، ورنہ وہ بھگت لیں گی۔ اس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں انسانوں کی جان اور آبرو ہے، وہ لازماً بھگتیں گی۔ رشدی جہنم میں جائے کہ وہ ہمارا حصہ ہی نہیں لیکن بے نظیر بھٹو کو معاف نہ کیا جائے گا۔

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان
26 جولائی 2007ء
جمعرات بعد نماز مغرب
ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری
دامت برکاتہم
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان
دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان
الداعی سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
061-4511961

سیف اللہ خالد

پنجاب پولیس زندہ باد

کوئی بہت پرانا قصہ نہیں۔ چند برس قبل کی بات ہے جب پنجاب کے درو دیوار پر چھوٹے میاں صاحب یعنی شہباز شریف کا حکم چلتا تھا۔ لاہور کے ایک روزنامہ کے بزرگ جوائنٹ ایڈیٹر کے خلاف فرقہ وارانہ مواد شائع کرنے کا مقدمہ قائم ہوا۔ پولیس نے جیل روڈ پر واقع روزنامہ کے دفتر کا باقاعدہ محاصرہ کیا اوراُت گئے انھوں نے ایف آئی آر پڑھ کر سنانا شروع کی کہ اخبار میں ملزمان شبلی نعمانی اور سید سلیمان ندوی کی کتاب سے ایک اقتباس شائع ہوا ہے۔ جو فرقہ واریت پر مبنی ہے۔ یہاں تک پڑھ کر ڈاکٹر ایس پی کو حمید جہلمی صاحب سے ہمدردی محسوس ہوئی۔ انھوں نے فرمایا بزرگو آپ کو مفت میں بلحاظ عہدہ ہی تکلیف دینا پڑی۔ اصل مجرم تو یہ دو ہیں، جن کی تحریر ہے: آپ ہمارے ساتھ تعاون کریں، ان کا پتا بتائیں ہم آپ کو بے گناہ قرار دے دیں گے۔ پڑھے لکھے ایس پی کی اس گفتگو پر وہاں موجود اخبار نویسوں کا قہقہہ بلند ہوا مگر حمید جہلمی کے چہرے پر پریشانی کے اثرات نمایاں تھے۔ نہ معلوم وہ اس ”فل سائز“ جہالت پر پریشان تھے یا اس بڑھاپے میں فرقہ واریت کے گھٹیا الزام پر۔ انھوں نے ایس پی صاحب سے کہا ملزموں کا پتا میں بتا دیتا ہوں مگر وہ آپ کی حدود سے باہر ہیں۔ پوری بات سننے پر ایس پی حواس باختہ ہو کر اٹھے اور پھر نظر نہ آئے۔ یہ قصہ پھر سہی کہ کس طرح اس بزرگ اخبار نویس کو ہتھکڑیاں لگا کر عدالت میں پیش کیا گیا اور پھر جیل بھیج دیا گیا۔

آج یہ معاملہ یوں یاد آیا کہ پنجاب پولیس ایک بار پھر گرفتاریوں کی مہم شروع کر چکی ہے۔ چند روز قبل ۴۰۰ کے قریب افراد کو نظر بند کر دینے کے بعد اب پھر سے ساز سلاسل بجنے لگا ہے اور پنجاب کے گوشے گوشے میں گرفتاریوں کا آپریشن شروع ہو چکا ہے۔ مگر نامعلوم کس بنا پر دکھائی یہ دیتا ہے کہ حکومتی اداروں کے پاس متحرک کارکنوں کی فہرستیں کم پڑ گئی ہیں یا انھیں توقع نہ تھی کہ گرفتاریوں کا اتنا بڑا آرڈر آ جائے گا۔ لہٰذا اب گرفتاریوں کے سلسلے میں افراتفری بھی سوا ہے اور پولیس اہلکار کسی بھی ہم نامی کے سبب نمبر بنانے اور زندانوں کا پیٹ بھرنے کو مستعد دکھائی دیتے ہیں۔ مگر کارکنوں کی تعداد پوری کرنا شاید ان کے بس میں نہیں، اسی خاطر غلطیاں سرزد ہو رہی ہیں۔

تحریک ختم نبوت کے قائدین خصوصاً عبداللطیف خالد چیمہ جو جمہوریت کے اتنے پر جوش حامی نہیں۔ انھیں بھی اس حال میں گرفتار کر لیا گیا کہ جب وہ اپنے والد مرحوم کی تعزیت کے لیے آنے والوں سے مل رہے تھے۔ بعد ازاں مقامی سیاسی وسماجی شخصیات کے دباؤ پر رہا کرتے ہی بنی۔ لیکن چند روز کے وقفے سے ان کی نظر بندی کا نیا حکم آ گیا۔

ساہیوال پولیس کا کارنامہ البتہ اس سے بڑا ہے۔ انھیں یقینی طور پر خصوصی انعام واکرام سے نوازا جانا چاہیے۔ قصہ یہ ہے کہ ساہیوال پولیس نے تھانہ غلہ منڈی میں ایک مقدمہ درج کیا ہے۔ جس میں کئی افراد کو گرفتار بھی کر لیا گیا اور

بعدازاں ان میں سے کئی ایک ضمانتوں پر رہا بھی ہو چکے۔البتہ ایک ملزم ایسا ہے جس کو ابھی تک گرفتار نہیں کیا جا سکا۔اس کی تشویش ہے۔تھانہ غلہ منڈی پولیس نے ایف آئی آر نمبر ۰۷/ ۲۶۹ کے تحت ۷/جون کو مقدمہ درج کیا ہے کہ ۷/جون بروز جمعرات سیاسی مقاصد رکھنے والے کچھ لوگوں نے جلوس نکالا اور جی ٹی روڈ پر باقاعدہ ٹریفک بلاک کر کے جلسہ کیا، حکومت کے خلاف تقاریر کیں، نعرے لگائے، چونکہ شہر میں دفعہ ۱۴۴ نافذ تھی اور شرکاء جلوس کے نعروں اور تقاریر سے نقص امن کا خطرہ تھا۔لہٰذا پولیس نے ان کے خلاف دفعہ ۱۶' ایم پی او اور دفعہ ۱۸۸ ت پ مقدمہ درج کر کے چھاپہ مارا اور کئی افراد کو جن کے نام یہاں درج ہیں' گرفتار کر لیا گیا۔البتہ ایک ملزم حاجی عبدالرشید چیمہ موقع پا کر فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا' جس کی تلاش جاری ہے۔پولیس واقعی ملزم کی تلاش جاری رکھے ہوئے ہے اور اسے اس سلسلے میں کوئی سراغ بھی دستیاب نہیں ہو پا رہا۔ہمیں خطرہ ہے کہ شاید پولیس کو اس حوالے سے یکسر ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے اور یہ انتہائی شرمناک بات ہوگی۔نیک نامی میں کمی رہ جائے گی۔وہ روشن خیالی کے تحفظ اور حکومت کی خدمت کرنے کے معاملے میں تساہل کی مرتکب ہوگی۔

پنجاب پولیس چونکہ مستعد اور باخبر فورس ہے۔امن وامان کے قیام میں اس کی خدمات شاندار ہیں۔ لہٰذا معذرت کے ساتھ آج پولیس کی مخبری کرنے کو جی چاہتا ہے اور طبیعت للچاتی ہے کہ روزِ اوّل سے حکومت کی ہجو لکھ لکھ کر جو نامۂ اعمال سیاہ کر رکھا ہے۔اس کے ازالہ کا اچھا موقع ہے کہ بتایا جائے کہ ملزم عبدالرشید جو اپنے علاقے میں اس دور کے ولی کی حیثیت سے شہرت رکھتے ہیں۔ان کے زہد وتقویٰ سے مرعوب ہوئے بغیر ان کا احترام بالائے طاق رکھتے ہوئے پولیس کو بتایا جائے کہ موصوف کس جگہ زیرِ زمین جا چھپے ہیں۔

پوری ذمہ داری کے ساتھ اطلاع ہے کہ ۷/جون کو ساہیوال کے حکومت مخالف مظاہرے میں پولیس کو مطلوب حاجی عبدالرشید چیمہ کئی سال مفلوج ہو کر بستر علالت پر پڑے تھے۔کئی سال سے مفلوج ہو کر بستر علالت پر پڑے تھے۔ مئی کی کسی تاریخ کو اپنی اہلیہ، صاحبزادے اور چند دیگر اقرباء کے ہمراہ عمرہ ادا کرنے حجاز مقدس گئے اور وہیں یکم جون بروز جمعۃ المبارک روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے بعد مدینۃ النبی میں ہی اس دنیا سے فرار ہو گئے۔مقامی حکام کے تعاون سے انھیں جنت البقیع کے اس قدیم حصے میں جگہ دستیاب ہوگئی جہاں سیدنا عثمان اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہن کے مرقد مبارک ہیں۔۲/جون بروز ہفتہ بعد نماز فجر ملزم حاجی عبدالرشید وہیں روپوش ہو گئے۔اب وہ عادل برحق کی عدالت کے سوا کسی بھی عدالت کے سامنے پیشی سے انکاری ہیں۔باوجود اس کے کہ حاجی عبدالرشید عمر بھر ختم نبوت کے مجاہد کے طور پر زندہ رہے۔انھوں نے خود کو سیاسی منافقت سے آلودہ نہیں کیا مگر اپنی موت کے سات روز بعد ساہیوال میں جس قانون شکنی کے مرتکب ہوئے ہیں' اس پر ان کی گرفتاری لازمی ہے۔حکومت کو فوری بندوبست کرنا چاہیے۔ہمیں یقین ہے کہ زندوں کے بعد مردوں کی گرفتاری کے لیے بھی جس طرح پولیس مستعد ہے' اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو ان شاء اللہ حکومت کے استحکام میں کوئی کمی نہیں رہے گی......حکومت کو چاہیے کہ ایس پی ساہیوال کو اس پر کوئی چھوٹا موٹا تمغہ ضرور عطا کرے تاکہ حوصلہ افزائی ہو۔

انیف کاشر

''تری پرواز لولا کی نہیں ہے''

گزشتہ دنوں ایک روز نامہ میں ۱۶، ۱۷ر جون کو کوئٹہ میں ہونے والی ایک کانفرنس کی خبر اٹکھیلیاں کرتے ہوئے گزرنے والی ہی تھی کہ نظروں کی گرفت میں آگئی۔ قارئین ملاحظہ فرمائیں:

ختم نبوت کانفرنس ۱۶، ۱۷ر جون کو کوئٹہ میں ہوگی

کوئٹہ (آن لائن) عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت کے زیر اہتمام دو روزہ کل پاکستان ختم نبوت کانفرنس ۱۶، ۱۷ر جون کو کوئٹہ میں منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں مجاہدِ ملت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، خطیبِ پاکستان مولانا عبدالمجید ندیم شاہ، مناظرِ اسلام مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، جانشین امیر شریعت مولانا اللہ وسایا اور دیگر علماء کرام کے علاوہ مشہور شعراء سید سلمان گیلانی، ضیاء الرحمٰن فاروقی، علی محمد مینگل، امان اللہ خضداری شریک ہوں گے۔ (روز نامہ ''ایکسپریس'' ملتان۔ ۲۶ر مئی ۲۰۰۷ء)

اس حادثہ کو حسن اتفاق کہیے یا سوء اتفاق کہ مولانا گھڑمچو، محترم مخچو اور بھائی اُڑنچھو عرف قینچی مار ہمارے قدیمی مہربانوں میں سے ہیں۔ یہ ایک وکھری ٹائپ کی مثلث ہے۔ جس کا ایک سرا دوسرے اور دوسرا سرا تیسرے سے نہیں ملتا۔ کبھی تو مومنؔ کے بقول ان کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ......

تم میرے پاس ہوتے ہو گویا
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

اور کبھی ...... جب کوئی تیسرا نہیں ہوتا...... مسئلہ زیادہ سنگین ہو تو ''چوتھا'' نہیں ہوتا۔ اگر یہ مثلث ''تھری اِن وَن'' کے تثلیثی عمل میں مصروف ہو تو ''گھم تُوتُو'' اکیلا ہی کافی ہوتا ہے۔ وہ اِن کا حق نیابت وحق نمک پوری دیانت داری سے تنہا ادا کرتا ہے۔ اور ایسا کبھی کبھی ہوتا ہے کیوں کہ ہمارا ایمان ہے کہ...... وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے۔ ویسے یہ ''گھم تُوتُو'' اکثر باہر دروازے پر بیٹھا ہوتا ہے اور آنے جانے والے شرفا کو گھورتا رہتا ہے۔ اجلاس برخاست ہوتے ہی سڑکوں پر ''لُور لُور'' پھرتا ہے۔ اِس جا کبھی اُس جا، بس گھنگھرو کی طرح بجتا ہی رہتا ہے۔ ہر دل عزیز ہے، کئی دفعہ دوستوں نے فرمائش کی کہ ٹوپی پر ''پھُمن'' لگوا لو تا کہ مقابلہ حسن اوّل آؤ۔ ویسے بھی وہ پورے دنوں کا ہے:

بھبھوکا رنگ ہے، ابرو کشیدہ، آنکھ کالی ہے
ابھی سے یہ پھبن ہے، قیامت ہونے والی ہے

میں ادب کا طالب علم ہوں۔ مثلث، مربع مخمس جیسی اصطلاحات سمجھ نہیں آتی تھیں۔ انھیں دیکھا تو مسئلہ حل ہو گیا۔ گھڑمچو، مخچو اور اُڑنچھو اکٹھے ہوں تو مثلث ہے۔ گھم تُوتُو شامل واجا ہو تو مربع بن جاتا ہے اور اگر غلطی سے مہمان

اداکار کے طور پر کبھی ہمیں ساتھ شامل کرلیں تو اسے مُخمّس کہتے ہیں۔ بات خبر سے چلی اور ادب تک آ پہنچی۔ خیر چھوڑیئے! ہمیں چونکہ اِن بزرغوں سے پرانی نیازمندی حاصل ہے، اس لیے اہم ملکی و قومی مسائل پر اِن سے مشاورت ہوتی رہتی ہے۔ اور یہ ہماری مجبوری ہے۔ اس ''قومی مجلس مشاورت'' میں مولانا گھڑمچو اپنی خودساختہ ''بزرغی'' کے ایماء پر ہمیشہ صدر نشین ہوتے ہیں۔ محترم مخچو فیشنی تجزیہ نگار اور بھائی اُڑنچھو عرف قینچی مار شوقیہ فنکار ہوتے ہیں۔ چونکہ برسہا برس سے ''قومی مجلس مشاورت'' پر اِنہی بزرغوں کا ناجائز اور غاصبانہ قبضہ ہے۔ اس لیے مجلس میں صرف یہی بولتے ہیں، من مانے فیصلے ٹھونستے ہیں اور ہمیں آنکھ کے اشارے سے چپ رہنے کا حکم دیتے ہیں۔ ہم اگر آنکھ کے اشاروں کے جواب میں انگلی کھڑی کر کے بولنے کی اجازت چاہیں تو مولانا گھڑمچو کے تیور بگڑ جاتے ہیں۔ ان کی دیکھا دیکھی محترم مخچو اور بھائی اُڑنچھو عرف قینچی مار بھی خواہ مخواہ بگڑ جاتے ہیں۔ پھر اُنہی کی طرح ''اَنہے واہ'' اور ''بے دھیانی'' میں آنکھیں گھما کے ماتھے پہ رکھتے، زبان چلاتے، ناک چڑھاتے، رومال کندھے پر ڈالتے اور عصاء پکڑ کر نازو انداز سے اٹھتے بیٹھتے اور چلتے پھرتے نظر آتے ہیں کہ عصرِ حاضر کے روشن خیال معاشرے میں بزرغی ''پکی'' کرنے کے یہی تقاضے ہیں۔ یہ الگ بات کہ اِنھی ظاہری وضع قطع سے بزرغ کم اور پلے دار زیادہ لگتے ہیں۔ اوّل الذکر صدر نشین، نرے ''فقیر'' اور باقی دونوں ''لکیر کے فقیر'' ہیں۔ اسی وجہ سے ''قومی مجلس مشاورت''، ''مجلس ستائش باہمی'' بن کر رہ گئی ہے۔ ہم تو اس مجلس میں باہمی محبت، پرانی نیاز مندی، بھائی چارے، اتحاد و یکجہتی اور ملک و قوم کے وسیع تر مفاد کے پیشِ نظر ایک مضبوط سامع کی حیثیت سے صرف......

تماشائے اہلِ کرم دیکھتے ہیں

قارئین! اس تمہیدِ طولانی اور سمع خراشی کی معافی چاہتا ہوں۔ درج بالا متنازعہ خبر کی اشاعت پر غور و فکر کے یک نکاتی ایجنڈے کے تحت گزشتہ ماہ ''قومی مجلس مشاورت'' کا ایک ہنگامی اجلاس ''حسبِ معمول'' مولانا گھڑمچو کی صدارت میں ہی منعقد ہوا۔ قبل اس کے کہ محترم مخچو اور بھائی اڑنچھو عرف قینچی مار اس خبر پر تبصرہ و تجزیہ، بحث و تمحیص یا تنقید و تحسین کرتے۔ ہم نے پہلی بار سنگین جسارت کرتے ہوئے سب سے پہلے گفتگو شروع کر دی۔ اس لیے کہ ایسے مواقع پر وہ اکثر ڈنڈی مار جاتے ہیں۔ جنابِ صدر کی اجازت چاہی نہ اُن کی آنکھوں کے خطرناک اشارے خاطر میں لائے۔ اُن کی شپرہ چشمی (بروزنِ نور چشمی اور طوطا چشمی) کو یکسر نظرانداز کرتے ہوئے اخبار کی پوری خبر انھیں پڑھ کر سنائی تو تینوں نے باآواز بلند پڑھا: اناللہ وانا الیہ راجعون۔ میں نے بھی اُن کے ساتھ پڑھا اور اُن کے غم میں شریک ہو کر عرض کیا......

جنابِ صدر اور محترم سامعین! یہ خبر نہ تو ہمارے دل کو بھائی اور نہ ہی آنکھوں کو بھائی جو کسی ''مخبرِ کاذب'' نے بڑے ہی غیر دانش مندانہ انداز میں شائع کروائی۔ اُس نے ہمارے دینی و قومی مشاہیر کی حرمت کا خیال کیے بغیر اُن کے القاب کے ضمن میں دراز دستی کا ثبوت بہم پہنچا کر بہت سے دلوں کو آزردہ کر دیا ہے۔ یہ خبر اُس کے ''نہاں خانۂ افکار کی شرعی اکائی ہے''

یہ بات عجیب اور بعید از فہم ہے کہ اس دور کے ''صاحبین'' دوسروں کے القاب پر ہاتھ صاف کرنے میں تامل کیوں نہیں کرتے' شاید انھیں اس ''کارِ افتخار'' میں کئی نوافل کا خودساختہ ثواب ملنے کی امید ہوتی ہے۔ یہ لوگ کبھی بلبلِ بستانِ خطابت، شہبازِ خطابت اور شعلہ بیان مقرر ہوا کرتے تھے اور اگر کوئی ''بلبل'' اور ''شہباز'' ان کی شعلہ نوائی اور شیریں

بیانی سے گھائل ہوجاتا تو یہ بھاگ کر اس کی جگہ پر قبضہ جما لیتے۔ اس روایت کو یہ آج تک گلے لگائے ہوئے ہیں اور یوں اِن کی وابستگی خطابت سے زیادہ قبضہ گروپ سے میل کھاتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں بڑی پھرتی، ہنرمندی اور چابک دستی سے اکابر کے القاب وخطابات پر قبضہ جمانے اور ''مجلس ستائش باہمی رجسٹرڈ'' کے منشور پر عمل درآمد کرتے ہوئے باقی ماندہ زائد از ضرورت القاب وخطابات احباب کو بانٹنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ حد یہ ہے کہ کسی شیخ طریقت کا انتقال ہوجائے تو اُن کے خلفاء ومجازین کی فہرست میں اضافہ کرنے سے بھی نہیں چوکتے۔ جس سے راضی ہوں اُسے ''خلیفۂ مجاز'' بنادیتے ہیں اور جس سے ناراض ہوں اُسے ''مجازِ صحبت'' کے خطاب سے نواز دیتے ہیں۔ یعنی......

شیر زادوں کو شغالوں کا لقب ملنے لگا
بوزنوں کی نسل کہلانے لگی عالی جناب

شورش کاشمیری مرحوم نے ایسی ہی بلبلوں، شعلہ بیانوں، شیریں زبانوں، شہبازوں اور شاہینوں کے بارے میں کہا تھا:

خطیبِ شہر اگر بے نقاب ہو جائے
تو مخبروں کا بھی خانہ خراب ہو جائے
متاعِ منبر و محراب کا خدا حافظ
کہ مغبچہ بھی یہاں کامیاب ہو جائے

خداوند قدوس غریق رحمت کرے حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کو، کسی زمانے میں انہیں ''مجاہد ملت'' کے لقب سے موسوم کیا جاتا تھا اور وہ اس لقب کے اوصاف سے متصف بھی تھے۔ ان کے جانے کی دیر تھی کہ کئی احباب نے اس لقب کو اپنی ذات کا حصہ بنانا چاہا مگر بقائے دوام کے دربار میں جگہ نہ پاسکے۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے رفیق کار، مجلس احرار اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے سرگرم رہنما مولانا لال حسین اخترؒ ''مناظر اسلام'' کے لقب سے سرفراز تھے۔ وہ یقیناً اپنے تبحر علمی اور اسلام سے لازوال محبت کے باوصف اس امر کا استحقاق بھی رکھتے تھے۔ موصوف کو اردو، انگریزی، عربی، جرمن، فرانسیسی، سنسکرت، ہندی، پنجابی اور دیگر کئی زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ انھوں نے قادیانیت پر لعنت بھیجی اور موچی دروازہ لاہور میں مجلس احرار اسلام کے ایک جلسہ عام میں اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا۔ آج کل جو لوگ اپنے نام کے ساتھ ''مناظر اسلام'' لکھنے میں مسرت اور فخر محسوس کرتے ہیں وہ کتنی زبانوں پر دسترس رکھتے ہیں؟ اُن کا مبلغ علم کیا ہے؟ اور وہ کس حدود اربعہ کے مالک ہیں؟ یہی نا...... ''لکھنا پڑھنا ساڑھے بائیس نام محمد فاضل''

میرے پیارے مولانا گھڑ مچو! اس مخبرِ کاذب کو تو یہ بھی علم نہیں کہ خطیبِ پاکستان اگر قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ تھے تو اس کے پس منظر میں ان کی شب وروز کی تحریک ختم نبوت کے ضمن میں سعی جمیلہ فراموش نہیں کی جاسکتی۔ مزید برآں قید وبند کی صعوبتوں نے ان کی اولوالعزمی کو چار چاند لگادیے تھے۔ وہ ایک بہادر اور حریت پسند جماعت مجلس احرار اسلام کے قدآور رہنما بھی تھے اور باکمال خطیب بھی۔ تاہم ان کے لقب پر بھی بے شمار چھوٹے ذہن اور بڑے عمامے والوں نے قبضہ جما رکھا ہے مگر اس سے ان کی شخصیت میں کمی واقع نہیں ہوتی۔ البتہ قبضہ گروپ کی قلعی کھل کر سامنے آجاتی ہے۔

عزیز محترم جناب مُخچو صاحب اور بھائی اُڑنچھو صاحب! آپ بھی میری باتیں پوری توجہ سے سنیں۔ایک خانہ ساز مخبر نے ''جانشین امیر شریعت'' کے خطاب سے انھیں سرفراز کرنے کی کوشش کی ہے جو ابھی کچھ عرصہ قبل ''شاہین'' ہونے کا لطف اٹھا رہے تھے۔ہمیں مل جل کر معلوم کرنا چاہیے کہ یہ مخبر کی اضطراری حرکت ہے یا شاہین کے کسی کمپلیکس کا شاخسانہ ہے۔ابھی کچھ عرصہ قبل موجودہ حکومت نے دہشت گردی کے خلاف امریکی مہم کے تحت مختلف شہروں کے چوکوں میں نصب شاہین میزائل کے ماڈل صاف کروا دیئے ہیں کہ ان کو دیکھ کر عوام میں دہشت گردی اور شدت پسندی کے جذبات ابھرتے ہیں۔شاید اسی سے متاثر ہو کر نا ہنجار مخبر نے بھی شاہین ''اڑا دیا'' ہے۔عام طور پر لوگ کبوتر ہی اڑاتے ہیں۔کبھی خلیل خان فاختہ اڑایا کرتا تھا۔جب کہ شاہین تو ویسے بھی جنسِ نایاب ہے۔چونکہ آج کل سائنسی ترقی کا دور ہے، سرمایہ داروں اور جاگیرداروں نے وسائل کے بل بوتے پر شاہین بھی پالتو رکھ لیے ہیں۔جنھیں وہ وقتاً فوقتاً اور ضرورتاً اڑاتے رہتے ہیں۔یہ نوابی ذوق اور بادشاہی شوق ہے؛ غریب آدمی کے بس کی بات نہیں۔میری دانست میں آپ کے ممدوح میں ''شاہینی اوصاف'' بالخصوص بلند پروازی اور تیز نگاہی بدرجۂ اَتم پائے جاتے ہیں۔اگر شکرے کے اوصاف بھی اس میں جمع کر دیئے جائیں تو شخصیت مزید وزنی اور بارعب ہو جاتی ہے۔ان کے علاوہ بھی کئی ''محاسن'' ہیں جن کا ایک زمانہ معترف ہے۔مثلاً ''قینچی مارنا'' اُن کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔شاید جوانی میں وہ کبھی کبڈی کھیلتے رہے ہیں اور کبڈی میں ہوائی قینچی کی افادیت مسلمہ ہے۔اس میں ٹانگ کی ہڈی ٹوٹنے کا بھی دغدغہ ہوتا ہے۔قینچی کے ہدف کی پنڈلیاں اگر مضبوط ہوں تو قینچی مارکو ناقابل تلافی نقصان پہنچ سکتا ہے۔بقول شاعر:

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

موصوف ایسے روشن خیال اور جدت پسند قینچی مار واقع ہوئے ہیں کہ وہ پوری کتاب پر یوں ہاتھ صاف کرتے ہیں جیسے جمعہ صاحب بارات میں پوری ڈش ڈکار کر بھی ''ہل من مزید'' کی تصویر بنے ہوتے ہیں۔

ناہنجار نے اُن سے ''شاہین'' کا لقب چھین کر ''جانشین امیر شریعت'' کا لقب عطا کر دیا ہے۔یقین جانیے وہ امیر شریعت کی جانشینی کے اہل نہیں۔ناہنجار کو اس لقب پر قینچی مارنے کی بجائے اپنے ممدوح کی تسکین قلب اور دماغی توازن برقرار رکھنے کے لیے اقبال کا یہ شعر انھیں بھیرویں، دادرا، مالکونس یا راگ بلاول میں مسلسل گا گا کر سنانا چاہیے تھا کہ:

نہیں تیرا نشیمن قصرِ سلطانی کے گنبد پر
تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں

خدا جانے ناہنجار کو ''شاہین'' لقب سے آخر چڑ کیوں ہے؟ اگر یہ لقب کسی فلمی وسیاسی اداکارہ کے نام سے نسبت کھاتا ہوا محسوس ہوتا ہو تو پریشانی اور مایوسی کی کوئی بات نہیں:

تو شاہیں ہے پرواز ہے کام ترا
ترے سامنے آسماں اور بھی ہیں

رہی بات ''جانشین امیر شریعت'' کی تو مجھے ایک تاریخی واقعہ یاد آ گیا ہے۔جس کا میں عینی شاہد و سامع ہوں۔

اگست ۱۹۷۶ء میں ایک نام نہاد '' خطیبِ پاکستان '' نے برکت علی ہال لاہور میں حضرت سید ابوذر بخاریؒ کے تقابل میں حضرت مفتی محمودؒ کو جانشین امیر شریعت کہہ دیا تو حضرت مفتی محمودؒ نے اُسے ٹوکتے ہوئے تاریخی فقرہ کہا:

''مولانا! تم تفرقہ مت پھیلاؤ اور اختلافات کو ہوا مت دو''

جنابِ صدر! آخر میں اس '' قومی مجلس مشاورت''، یعنی ''مجلس ستائش باہمی'' کی وساطت سے زیرِ بحث خبر کی روشنی میں جنابِ ناہنجار کی خدمت میں چند تجاویز پیش کرنے کی مزید جسارت کر رہا ہوں۔

خبر کے مطابق حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری براہِ راست اپنے والد ماجد رحمہ اللہ کے خالی منصب ''مجاہدِ ملت'' پر فروکش ہیں۔ مولانا عبدالمجید ندیم ''خطیبِ پاکستان'' کی کرسی پر جلوہ افروز ہیں اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ''مناظر اسلام'' کی نشست پر براجمان ہیں۔ اطلاعاً عرض ہے کہ '' جانشین امیر شریعت'' کا منصب خالی نہیں ہے۔ چونکہ آپ عام طور پر آنکھیں گھماتے اور ''ٹکاتے'' ہیں اور کبھی آنکھیں بچا کے فقرو ہو جاتے ہیں۔ اگر غور سے دیکھیں تو حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے بعد اُن کے جانشین حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ ہی تھے جنھیں استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری قدس سرہٗ، مجاہدِ ملت مولانا محمد علی جالندھری نور اللہ مرقدہٗ اور دیگر جید علماء نے اہل سمجھ کر اس خطاب سے نوازا اور دعائیں دیں۔ اس وقت بھی حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ کے دو فرزندانِ گرامی بقید حیات ہیں اور اس منصب کی کماحقہ پاسداری کر رہے ہیں۔ اس لیے جانشین امیر شریعت کی نشست تو خالی نہیں ہے۔ البتہ ''امیر شریعت'' کے لقب پر کسی عقابِ شب نے ابھی تک شب خون نہیں مارا۔ جنابِ ناہنجار اگر چاہیں تو انھیں براہِ راست ''امیر شریعت'' کا لقب عطا کر دیں۔ اس سے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی نکھر کر سامنے آجائے گا۔ ویسے تو ''حکیم الامت''، ''حکیم الاسلام'' اور ''متکلمِ اسلام'' کی نشستیں اتفاقاً خالی پڑی ہیں اور میری معلومات کے مطابق ''شیخ الہند'' کے منصب پر ابھی تک ہندوستان میں بھی کسی نے بیٹھنے کی جسارت نہیں کی۔ جانشین حضرت مدنیؒ مولانا سید محمد اسعد مدنی رحمتہ اللہ علیہ کو بھی ''امیر الہند'' کے لقب سے نوازا گیا جس کے وہ ہر اعتبار سے حق دار تھے۔ لہٰذا ''شیخ الباکستان'' کا خطاب بھی کسی کی ملکیت نہیں ہے۔ اسی طرح ''شیخ الاسلام'' اور ''حکیم العصر'' کے القاب پر بھی قبضہ ہو چکا ہے۔

میری درخواست ہے کہ فوری توجہ فرمائیں اور ترجیحی بنیادوں پر ان مناصب وخطابات کو جلد از جلد آپس میں بانٹ لیں ایسا نہ ہو کہ...... کوئی...... اور...... اور قینچی تو آخر آپ کے ہاتھ میں ہے! لیکن......

تو ہی اگر نہ چاہے تو بہانے ہزار ہیں

میرے اس خطاب کے بعد مولانا گھڑ مچو، محترم مخچو اور بھائی اُڑنچھو عرف قینچی مار کافی دیر تک دم بخود اور خاموش بیٹھے رہے۔ اس لیے کہ ہمیشہ وہی بولتے تھے اور ہم خاموشی سے مؤدب ہو کر سنتے تھے۔ یہ پہلا موقع تھا کہ انھوں نے کسی کا خطاب سنا۔ ظاہر ہے کہ اس کے بعد ''خاموشیاں'' بیچنے والوں نے خاموش ہی ہونا تھا۔ ''مجلس ستائشِ باہمی'' برخاست ہوئی تو جاتے ہوئے تینوں نے لرزتے ہونٹوں کے ساتھ یک زبان ہو کر نچلی سُر میں میرؔ کا مصرع گنگنایا......

پھر ملیں گے اگر خدا لایا

میں نے انھیں انگلی کے اشارے سے روک کر کہا...... سنو! اب خود ساختہ بزرغی چلے گی، نہ جھوٹی تاریخ نویسی، نہ فیشنی تجزیہ نگاری اور نہ ہی شوقیہ فنکاری۔ آئندہ اجلاس میں کسی کا بہروپ دھار کر نہیں' اپنے اصلی روپ میں آنا اور اپنے اصلی شناختی کارڈز بھی ساتھ لے کر آنا کہ ”نادرا“ نے بہت سختی کر دی ہے۔ ہاں یاد رکھو تم سے ہماری نیازمندی قدیمی ہے، اسے بحال رہنا چاہیے اور اظہارِ رائے کی آزادی کا حق محفوظ رکھتے ہوئے' ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہو کر باہمی محبت واخوت کے ماحول کو قائم رکھنا چاہیے۔ ویسے بھی تمہاری محرومیوں سے ہم سے زیادہ کون واقف ہوگا؟ اسی وجہ سے ہمیں تم سے محبت ہے:

تم تو مجھے عزیز ہو نسوار کی طرح

مولانا گھڑمچو، محترم مخچو اور بھائی اُڑنچھو باہر نکلے تو گھم تو تُو حسبِ علت وعادت دروازے پر ہی بیٹھا تھا۔ لیکن اب کے ایک بات عجیب ہوئی کہ گھم تُو تُو نے اِنھیں بھی دیکھ کر گھورنا شروع کر دیا۔ معلوم نہیں کیوں؟

”مجلس ستائش باہمی“ کے تمام معزز ارکان کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ اپنی خودی کو بلند کریں اور شاہین بنیں۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ آئندہ ہر اجلاس کے اوّل وآخر عظیم قومی شاعر حضرت علامہ اقبال مرحوم کے درج ذیل اشعار بہ آوازِ بلند کورس میں پڑھا کریں اور گھر جا کر ان پر غور کیا کریں۔ اللہ حافظ:

اسی اقبال کی میں جستجو کرتا رہا برسوں
بڑی مدت کے بعد آخر وہ شاہیں زیرِ دام آیا

....

ترا اندیشہ افلاکی نہیں ہے
تری پرواز لولاکی نہیں ہے
یہ مانا اصل شاہینی ہے تیری
تری آنکھوں میں بے باکی نہیں ہے

....

افسوس صد افسوس کہ شاہیں نہ بنا تُو
دیکھے نہ تری آنکھ نے فطرت کے اشارات

....

پھرا فضاؤں میں کرگس اگرچہ شاہیں وار
شکارِ زندہ کی لذت سے بے نصیب رہا

....

میراث میں آئی ہے انھیں مسندِ ارشاد
زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں
کرگس کا جہاں اور ہے، شاہیں کا جہاں اور

....

ہوئی نہ زاغ میں پیدا بلند پروازی
خراب کر گئی شاہیں بچے کو صحبتِ زاغ

....

ہر شے ہوئی ذخیرۂ لشکر میں منتقل
شاہیں گدائے دانۂ عُصفُور ہو گیا

....

شکایت ہے مجھے یارب خداوندانِ مکتب سے
سبق شاہین بچوں کو دے رہے ہیں خاکبازی کا

....

وہ فریب خوردہ شاہیں کہ پلا ہو کرگسوں میں
اسے کیا خبر کہ کیا ہے رہ و رسمِ شاہبازی

☆☆☆

پروفیسر خالد شبیر احمد

احرار اور عقیدۂ ختم نبوت

مجلس احرار اسلام کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جہاں جہادِ آزادی میں اس جماعت نے گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں، وہاں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے بھی مجلس احرار اسلام نے سر دھڑ کی بازی لگا دی۔ اس لیے کہ عقیدۂ ختم نبوت جہاں دینِ اسلام کی اساس ہے۔ وہیں پر سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و منصب کی وضاحت بھی ہے اور اصل بات کسی کے مقام و منصب کو ہی تسلیم کرنا ہے۔ جو کسی کے مقام و منصب کو تسلیم نہیں کرتا، وہ اُس کے کلام و پیغام پر خواہ کتنا ہی عمل پیرا ہو وہ اس کا نہیں بلکہ اُس سے بیگانہ اور علیحدہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علماء کے نزدیک حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو محض نبی یا رسول تسلیم کر لینا ہی مسلمان کہلانے کے لیے کافی نہیں ہے۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین تسلیم کرنا بھی ضروری اور لازمی ہے۔ کیوں کہ ختم کے معنیٰ انتہا کر دینے یا پھر کسی چیز کو انتہا تک پہنچا دینے کے ہیں اور کسی چیز کے انتہا تک پہنچ جانے کی حقیقت یہ ہے کہ اُسے جہاں پہنچنا تھا، وہ پہنچ گئی۔ اُس نے آخری حد کو چھو لیا۔ اب اس کے بعد کوئی درجہ یا حد باقی نہیں رہی۔ اس لیے ختم نبوت کا مطلب یہ ہوا کہ سلسلۂ نبوت جو حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شروع ہوا، اپنے تمام درجات و مراتب طے کرتا ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر آ کر ختم ہو گیا۔ اس لیے بھی کہ دین کی تکمیل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر ہو گئی ہے۔ اب کسی نبی کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ قربِ قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بھی کسی نئے نبی کا نزول نہیں، جن پر آج بھی ہمارا ایمان ہے اور جب وہ قیامت کے نزدیک آسمانوں سے نازل ہوں گے تو اُس وقت بھی اُن پر ہمارا ایمان ہو گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آ کر یہ نہیں کہنا کہ مجھ پر ایمان لے آؤ اور جو مجھ پر ایمان نہیں لاتا وہ کافر ہے۔ غرض یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قربِ قیامت کی ایک نشانی ہے۔ نہ کہ دین کی تکمیل کا ذریعہ اس لیے واضح ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کو ہرگز متاثر نہیں کرتا اور نہ ہی دین اسلام کی تکمیل کا ذریعہ بنتا ہے۔ ختم نبوت کے معنیٰ قطع نبوت یا انقطاع رسالت کے ہیں کہ اب کسی نئی نبوت کی ضرورت باقی نہیں رہی نہ کہ یہ نبوت دنیا سے منقطع ہو گئی۔ یعنی وہ تمام کمالات جو نبوت کے لیے ضروری تھے۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر آ کر ختم ہو گئے۔ احادیث میں اس کا واضح ذکر موجود ہے اور خود قرآن پاک بھی اس بات پر گواہ ہے کہ نبوت بہر رنگ آپ پر آ کر ختم ہو گئی۔ آپ نے فرمایا:

(۱)　میں اللہ کا بندہ اور خاتم النبیین ہوں (البیہقی والحاکم عن عرباض بن ساریہ)

(۲)　پس میں نے ہی قصر نبوت کی آخری اینٹ کی جگہ کو پر کیا اور مجھ پر ہی یہ قصر مکمل کر دیا گیا اور مجھ پر ہی رسول ختم کر دیئے گئے کہ میرے بعد اب کوئی رسول آنے والا نہیں۔ (کنز العمال)

اک اینٹ رہ گئی تھی نبوت کے قصر میں
آپ آ گئے تو ختم یہ تعمیر ہو گئی

ایک حدیث میں اپنے آپ کو نبوت کی پہلی اینٹ بھی بتایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

(۳) ''میں اُس وقت بھی نبی اور رسول تھا جب آدم روح و بدن ہی کے درمیان میں تھے۔''

ان احادیث کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی شان رسول یا پھر نبی ہونا ہرگز نہیں ہے بلکہ امتیازی شان آپ کا آخری رسول ہونا ہے۔ یہ شان ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں میں سے کسی کو بھی حاصل نہ ہوئی۔ اسی لیے تو آپ سارے انبیاء میں ممتاز و منفرد ہوئے۔ کیوں کہ ختم نبوت کے بنیادی عقیدہ میں یہ بات مضمر ہے کہ آپ صرف جامع کمالات شخصیت ہی نہیں بلکہ آپ خاتم کمالات بھی ہیں۔ ہر کمال صرف آپ میں موجود ہی نہیں بلکہ ہر کمال آپ پر آ کر ختم بھی ہو گیا۔ کیوں کہ اس سے آگے کسی کمال کی کوئی حد ہی نہیں ہے۔ آپ سرچشمۂ کمالات ہیں۔ ہر پیغمبر میں ہر کمال موجود تھا۔ لیکن وہ کمال اپنی انتہائی شکل اور عروج پر نہیں پہنچا تھا۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت میں ہی اپنے اوج پر پہنچا۔ بقول شاعر:

حسنِ یوسف ، دمِ عیسیٰ ، یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

مجلس احرار اسلام کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اُس نے تقدس و احترامِ عقیدۂ ختم نبوت کو تبلیغ کی حدوں سے نکال کر ایک تحریک کی شکل دے دی اور یہ تحریک بڑی مشکلات اور بڑی تکالیف برداشت کرنے کے بعد منظر عام پر آئی۔ اس کے لیے مجلس احرار اسلام کے ہزاروں رضا کاروں نے اپنی جان کی بازی لگا دی اور اکابر احرار نے رات کی نیند اور صبح کا آرام ترک کر کے دن رات اس تحریک ختم نبوت کی آبیاری پر لگا دیا۔ ایک وقت تھا کہ لوگ اس بات پر بحث کرتے تھے کہ قادیانی نہ صرف مسلمان ہیں بلکہ ہم سے بہتر مسلمان ہیں اور آج صورت حال یہ ہے کہ معاشرے کے اندر قادیانی ایک گالی بن چکے ہیں۔ یہ تغیر اور یہ انقلاب ایسے ہی نہیں آ گیا۔ اس کے لیے مجلس احرار اسلام نے قربانیوں کی ایک مثال قائم کی اور یہ مثال قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے لیے نشانِ منزل بن گئی ہے۔ اگر مجلس احرار اسلام ایسا نہ کرتی تو قادیانیت کا شجرِ خبیثہ جو انگریز سامراج نے اپنے مذموم مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے لگایا تھا۔ اب تک ایک تناور درخت بن چکا ہوتا اور سامراج اپنے مقاصد کو حاصل کر چکا ہوتا۔ اب مسلمانوں نے اس فرقہ ضالہ کو عملاً مسترد کر دیا ہے اور یہ طبقہ باطلہ دنیا بھر میں اپنے اصلی خدوخال کے ساتھ ہر ذی شعور کے سامنے آ چکا ہے۔ آج اس کے خلاف مسلمانوں کا تعاقب بین الاقوامی سطح پر مضبوط قوت ہے تو اس کا کریڈٹ بھی مجلس احرار اسلام کو ہی جاتا ہے۔ جس نے اس گروہ کی سرکوبی کے لیے من حیث الجماعت سب سے پہلے اقدام کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پوری امت مسلمہ نے مجلس احرار اسلام کی ہر ممکن حمایت، حوصلہ افزائی اور مدد کی۔

مجلس احرارِ اسلام موجودہ سیاسی جماعتوں میں سے نہ تو کسی جماعت کی حلیف ہے اور نہ ہی حریف۔ مروّجہ سیاست مجلس احرارِ اسلام کے لیے محض خواہشِ اقتدار کی ہولناک اور مکروہ داستان ہے، جس کے بارے میں درست کہا گیا ہے:

ہمارے ہاں کی سیاست کا حال مت پوچھو
گھری ہوئی ہے طوائف تماش بینوں میں

اس تماش بینی سے مجلس احرارِ اسلام کو کوئی سروکار نہیں۔ یہ کام جن کا ہے وہ جانیں۔ لیکن ہم یہ بات واضح طور پر بتا دینا چاہتے ہیں کہ ہم عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے ہر ممکن وسائل کو بروئے کار لاکر اس مقدس فریضہ کو ادا کرتے رہیں گے اور دنیا کی کوئی طاقت ہمیں اس دینی، اخلاقی، آئینی اور قانونی فریضہ سے روک نہیں سکتی۔ ختم نبوت کے عقیدہ کا تحفظ ہمارے ایمان کی بنیاد ہے۔ ہماری روایات کا حصہ ہے۔ ایک ایسی روایت کہ جس پر مجلس احرارِ اسلام کو جہاں فخر ہے، وہیں اپنے اللہ تعالیٰ کے حضور مجلس احرارِ اسلام سجدۂ شکر بھی ادا کرتی ہے کہ یہ اعزاز اُس کے حصے میں آیا:

یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

ہم ایک بار پھر اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ قریہ قریہ، گاؤں گاؤں، شہر شہر اس بات کا اعلان کرتے رہیں گے کہ عقیدۂ ختم نبوت کا منکر دینِ اسلام سے خارج ہے۔ قید و بند کی صعوبتیں اور دار و رسن کی آزمائشیں ہمیں یہ کہنے سے نہیں روک سکتیں کہ:

لکھے ہوئے ہیں لوحِ صداقت پہ یہ حروف
ہاں مصطفیٰ پہ شانِ رسالت ہوئی ہے ختم
خالدؔ نہیں ہے دین سے کچھ اُس کا واسطہ
جس کو یقیں نہیں کہ نبوت ہوئی ہے ختم

☆☆☆

روشن خیالیاں

(پروفیسر خالد شبیر احمد)

تقلیدِ مغربی نے ہے گمراہ کر دیا
کیا کیا نہ گُل کھلائیں گی روشن خیالیاں
بے پردہ ہو کے رہ گئیں ہیں دخترانِ دیں
کس سمت لے کے جائیں گی روشن خیالیاں

دیں کے اصول، ضابطے ہوں جن پہ بے اثر
بے نور آنکھوں سے نہ آئے جن کو کچھ نظر
کہتے ہیں ایسے لوگوں کو روشن خیال لوگ
یورپ کی طرزِ نو کو جو جانیں عزیز تر

قاری محمد یوسف
سعودی عرب

مولانا محمد گل شیرؒ کی شہادت......ایک اعترافی بیان

ممتاز مجاہدِ آزادی حضرت مولانا محمد گل شیر شہید رحمۃ اللہ علیہ (۱۸۹۹ء۔۱۹۴۴ء) ہمارے مرحوم ماضی کی ایک نام ور دینی اور قومی شخصیت تھے۔ جنھیں سننے، دیکھنے اور جاننے والے لوگ اب بھی بڑی تعداد میں زندہ ہیں۔ مولانا محمد گل شیر کا شمار اُن معدودے چند قومی رہنماؤں میں کیا جاسکتا ہے، جنھوں نے بالخصوص پنجاب میں ہندوؤں کے معاشی تسلط اور ہندو بنیوں کی اقتصادی لوٹ کھسوٹ سے مسلمانوں کو محفوظ رکھنے میں بنیادی کردار ادا کیا۔ مولانا ظفر علی خان اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے بعد مولانا محمد گل شیر خان وہ نمایاں شخصیت تھے جنھوں نے ہندوؤں کی معاشی برتری کو ختم کیا اور مسلمانوں کو تجارت کی جانب مائل کر کے انھیں اقتصادیات کے شعبے میں مضبوطی کے ساتھ کھڑا کیا۔

۱۹۳۹ء میں مولانا گل شیر شہیدؒ نے مجلس احرار اسلام میں شمولیت اختیار کی اور سرگودھا، میانوالی، جہلم، چکوال، خوشاب اور اٹک کے اضلاع میں تحریکِ آزادی کا پرچم بلند کیا۔ حالاں کہ مذکورہ اضلاع میں انگریز نواز سرداروں اور وڈیروں کی گرفت اتنی مضبوط تھی کہ انگریزوں کے خلاف زبان سے ایک لفظ نکالنا بھی بغاوت کے مترادف اور لائقِ گردن زدنی تھا لیکن مولانا گل شیر نے تمام قدغنوں کے باوجود پوری استقامت سے اعلائے کلمۃ الحق کیا۔ ۱۹۴۳ء میں کالا باغ کے رئیسوں کے عوام پر عائد کردہ ٹیکسوں کے خلاف باقاعدہ تحریک چلائی۔ جس کے نتیجے میں ضلع میانوالی میں مجلس احرار کے جلسوں اور احرار رضا کاروں کے کالا باغ میں داخلے پر پابندی لگا دی گئی۔ رئیسانِ کالا باغ نے اس تحریک کو اپنی امارت اور انگریز سامراج کے لیے خطرے اور عوامی انقلاب سے تعبیر کیا۔ نتیجتاً مئی ۱۹۴۴ء میں نواب کالا باغ کے حکم پر مولانا گل شیر کو اپنے گھر (ملھو والی ضلع اٹک) میں رات کو نیند کے عالم میں فائرنگ کر کے شہید کر دیا گیا۔ مولانا کی اس مظلومانہ شہادت پر کانگریس، مسلم لیگ اور جمعیت علماء ہند سمیت تمام سیاسی اور دینی حلقوں نے شدید احتجاج کیا۔ لیکن انگریز کی حکمرانی کے ہوتے ہوئے کسی کو بھی اصل قاتلوں پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہ ہوسکی۔ مجلس احرار اسلام اور مولانا گل شیر کے اعزہ نے مولانا کے قتل میں نواب کالا باغ کو ہی ملوث قرار دیا تھا۔

زیرِ نظر مضمون میں درج مولانا گل شیر شہید کے قاتل نواب خان کے اعترافی بیان نے مولانا کے قتل میں نواب کالا باغ کے پس پردہ کردار کی تصدیق کر دی ہے۔ محترم قاری محمد یوسف صاحب کے اس چشم کشا اور انکشاف آمیز مضمون نے نصف صدی قبل کی یادوں کو تازہ کر دیا ہے۔ جسے پڑھ کر اس حقیقت کی نقاب کشائی بھی ہوتی ہے کہ قتل ناحق کے مرتکبین وقتی طور پر چھپ تو سکتے ہیں لیکن آخر کار اُن کا گھناؤنا کردار، تاریخی حقائق اور زمینی صداقتوں کے ساتھ واضح ہو کر رہتا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار (ادارہ)

عمر ان کی قریباً ۹۰ سال تھی۔ سفید داڑھی، گورا رنگ، دراز قامت ......یہی کوئی ساڑھے چھے فٹ قد، جسم سڈول، بھرا بھرا اور پھرتیلا۔ بائیں آنکھ پوری نہیں کھول پاتے تھے۔ ان کا نام تھا حاجی نواب خان۔ حاجی صاحب نواب امیر محمد خان آف کالاباغ کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ ۱۹۶۷ء میں جب میں نے انھیں دیکھا' وہ پنڈی گھیپ کی مسجد ''دارے والی'' میں پچھے کی چھے نمازیں پابندی سے پڑھنے آتے تھے۔ جی ہاں......حاجی صاحب تہجد گزار تھے۔ وہ مسجد کے پڑوسی تھے۔ یا یوں کہہ لیں کہ مسجد ان کی پڑوسی تھی۔ مسجد سے متصل وسیع و عریض رقبہ اُنھی کا تھا۔ ایک سو کنال سے کم تو نہیں' البتہ کچھ بڑھ کر ضرور تھا۔

حاجی صاحب کا رعب اور دبدبہ بہت تھا۔ لوگ ان کے ڈیرے پر حاضر ہوتے تو خاموش، باادب ہو کر فرش پر جا بیٹھتے۔ ان کے برابر میں بیٹھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔ مسجد ''دارے والی'' کے خطیب اُس زمانے میں مولانا نورزمان مرحوم تھے جو فاضل دیوبند تھے۔ مولانا اصلاً ''نَلّہ تُوت'' کے تھے لیکن پنڈی گھیپ میں خطابت مل گئی اور یہیں ایک سکول میں عربی ٹیچر ہو گئے تو مسجد کے قریب اپنا مکان خرید کر مستقلاً آباد ہو گئے تھے۔ ۱۹۶۷ء میں' دارے والی مسجد میں صرف حفظ قرآن کا درجہ تھا۔ درجہ کتب کی تعلیم نہیں تھی اور مدرس تھے قاری نور محمد صاحبؒ۔ قاری صاحب ''کھڑپہ'' (ڈھوک مندریاں والی) کے رہنے والے تھے۔ یہ جگہ پنڈی گھیپ سے لگ بھگ سات آٹھ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ مولانا نورزمانؒ اور قاری نور محمدؒ......دونوں ہی صاحبان سے حاجی نواب خاں صاحب کچھ زیادہ ''بے تکلف'' نہیں تھے۔ لیکن حاجی صاحب طلباء کے حال پر بہت مہربان تھے۔ وہ اکثر طالب علموں میں گھل مل کر بیٹھ جاتے۔ طلباء میں اکثریت مسافرین کی تھی۔ اور کل تعداد ان کی شاید پچیس (۲۵) تھی۔ انھی میں سے ایک طالب علم میں بھی تھا۔

میں دارے والی مسجد میں کیسے پہنچا؟ میرا علاقہ مظفر آباد آزاد کشمیر کا ہے۔ ہمارے گاؤں کا نام ''کڑیاں'' ہے جسے عموماً کڑیاں دراڑ کہتے ہیں۔ یہ جگہ وادیٔ نیلم میں' مظفر آباد سے کوئی دس کلومیٹر کے فاصلے پر اٹھمقام کی جانب واقع ہے۔ ہمارے علاقے میں' ۱۹۶۲ء میں قاری نور محمد صاحبؒ تدریس قرآن کے لیے تشریف لائے۔ بمشکل دو سال وہ یہاں ٹھہرے اور پھر پنڈی گھیپ چلے آئے۔ لیکن قاری صاحب کی شہرت اور نیک نامی دیر تک باقی رہی۔ ۱۹۶۷ء میں' جب کہ میں آٹھ پارے حفظ کر چکا تھا' تجویز ہوا کہ مجھے پنڈی گھیپ میں قاری صاحب کی خدمت میں جا کر حفظ پورا کرنا ہے تو میں نے بصد شوق لبیک کہا اور دارے والی مسجد پہنچ گیا۔ میری عمر قریباً اٹھارہ سال کی تھی۔

دارے والی مسجد اور حاجی نواب خان صاحب کے حوالے سے ایک یادایسی ہے جو بہت تاریخی نوعیت کی ہے۔ حاجی صاحب ہم طلبہ سے بہت محبت کرتے تھے۔ وہ ہم سے بے تکلف گپ شپ کرتے تھے۔ لیکن ایک بات وہ اکثر ہمیں سناتے اور پھر ہمیشہ ہی اس پر اشک بار بھی ہو جاتے۔ اُن پر بے اختیار گریہ طاری ہو جاتا۔ ڈاڑھی ان کی آنسوؤں سے تر

ہو جاتی۔ حاجی صاحب کہتے تھے بیٹا! میں نے اڑتالیس قتل کیے ہیں۔ یہ سب لوگ غلط قماش کے تھے اور قتل ہونے چاہئیں تھے، ماسوائے ایک کے۔ بیٹا! میں نے مولانا گل شیر کو قتل کیا تھا۔ میں نواب امیر محمد خان کا دست راست اور خاص معتمد تھا۔ مولانا نے کوئی تقریر کی۔ نواب صاحب نے ہمیں کہا ''کل تک اسے زندہ نہیں رہنا چاہیے۔'' نواب صاحب کا کہا ہمیشہ پورا ہوتا تھا۔ چنانچہ ہم نے پروگرام بنالیا۔ رات گئے ہم مولانا کے گھر پہنچ گئے۔ ہم گھوڑوں پر سوار ہو کر گئے تھے۔ مولانا کا چھوٹا سا گھر تھا۔ مولانا سوئے ہوئے تھے۔ پاس ہی چارپائی پر ان کا بچہ سویا ہوا تھا۔ مشکل یہ تھی کہ مولانا کو نشانے پر رکھتے تو بچہ بھی زد میں آتا تھا۔ جگہ بہت تنگ تھی۔ خاصی دیر تو ہم اس انتظار میں رہے کہ مولانا اپنی جگہ سے آگے پیچھے ہوں تو ہم اپنی کارروائی کریں۔ لیکن آخر کار یہی فیصلہ کیا کہ اب زیادہ دیر انتظار کرنے کی بجائے مشن مکمل کیا جائے۔ میرا نشانہ نہایت پختہ تھا۔ چنانچہ میں نے تاک کر مولانا پر فائز کیا۔ کارتوس فائر۔ مولانا شہید ہو گئے۔ بچے کو کچھ نہیں ہوا۔ یہ واقعہ سنا کر حاجی صاحب بے اختیار رونا شروع کر دیتے۔ ہم سے کہتے بیٹا! میری مغفرت کے لیے دعا کرو۔ اللہ مجھے معاف کر دے۔ یہ قصہ حاجی صاحب نے بارہا ہمیں سنایا اور اسی کیفیت میں ڈوب کر سنایا۔

۱۹۶۸ء میں، میں نے حفظ کرنے کے بعد مکھڈ کی راہ لی۔ وہاں سال بھر مدرسہ تعلیم القرآن میں گردان کی۔ وہاں ہمارے استاد حافظ محمد یوسف صاحبؒ تھے۔ اُن کا تعلق ملہووالی سے تھا۔ آج کل انھی کے بیٹے حافظ عبدالوہاب مدرسے کے مہتمم ہیں۔ ۷۰۔۱۹۶۹ء کے دو سال، لاہور میں مدرسہ تجوید القرآن موتی بازار (رنگ محل) میں گزرے۔ وہاں قاری اظہار احمد تھانوی صاحبؒ ہمارے استاد تھے۔ لاہور سے واپس مظفر آباد پہنچا۔ سال بھر قرآن پڑھایا۔ پھر تین سال رینالہ خورد (ضلع ساہیوال) میں مدرسی کی۔ وہاں سے دوبارہ مظفر آباد آیا۔ دس سال تک سکول ٹیچر رہا۔ ۱۹۸۴ء میں سعودی عرب چلا آیا۔ تب سے یہیں ہوں۔ امامت اور تدریس کی خدمت میں۔ منطقہ تبوک میں ایک شہر ہے ''املج''۔ پچھلے تئیس (۲۳) سال اسی شہر کی نذر ہوئے ہیں۔

۲۰۰۲ء میں املج میں ایک صاحب پاکستان سے وارد ہوئے۔ تعارف پر معلوم ہوا کہ آپ سید ذوالکفل بخاری ہیں۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے نواسے ہیں۔ پاکستان میں، کسی کالج میں انگریزی کے لیکچرار ہیں اور اب سعودی وزارت تعلیم میں، کنٹریکٹ پر، بطور استاد تشریف لائے ہیں۔ بخاری صاحب سے اکثر ملاقات رہنے لگی۔ آدمی مجلسی بھی ہیں اور معلوماتی بھی۔ ایک روز اچانک میرے منہ سے یہ قصہ حاجی نواب خان صاحب اور مولانا گل شیر کی شہادت کا نکل گیا۔ بخاری صاحب فوراً سنبھل کر بیٹھ گئے۔ کہا: یہی باتیں دوبارہ بیان کرو۔ بیچ بیچ میں کچھ سوال بھی پوچھے۔ آخر میں کہنے لگے ''کیا بہتر نہیں ہوگا کہ اس تفصیل کو کہیں چھپوا دیا جائے۔ آپ کی زبانی تاریخ کی ایک بہت اہم گواہی محفوظ ہو جائے گی۔'' مجھے کیا انکار ہو سکتا تھا؟

سچی بات تو یہ ہے کہ طالب علمی کے زمانے میں نہ اس طرح کی باتوں میں ہمارے لیے دلچسپی تھی، نہ اُن کی اہمیت کا کچھ شعور تھا۔ بہت بعد میں حضرت مولانا محمد گل شیر شہید (رحمتہ اللہ علیہ) کی شخصیت سے آگاہی ہوئی۔ تب تک حاجی نواب خان انتقال کر چکے تھے۔ اُن کا انتقال شاید ۱۹۶۹ء یا ۱۹۷۰ء میں ہوا۔ کئی باتیں، جزئیات اور تفصیلات کی قبیل کی اب بھول بھی گئی ہیں۔ لیکن حاجی صاحب کی گفتگو، ان کا اندازِ گفتگو، اُن کی شخصیت، اُن کی نشست برخاست اب بھی آنکھوں کے سامنے ہے۔ چار باڈی گارڈ ہر وقت ان کے ساتھ ہوا کرتے تھے۔ ان میں سے ایک اُن کا خاص الخاص بھروسے کا آدمی تھا، حیات محمد۔ ایک صاحبزادے ان کے، اس زمانے میں تحصیل دار تھے۔ حاجی صاحب سواری کے لیے گھوڑا استعمال کرتے تھے۔ اکثر ''ٹانویں'' کی طرف آمد و رفت رہتی تھی۔ یہ جگہ پنڈی گھیپ سے قریب ۱۲ کلومیٹر کے فاصلے پر ہوگی۔ ایک خاص بات یہ بھی یاد ہے کہ حاجی صاحب کے سفر اسفار اور آمد و رفت کی خبر ہمیشہ خفیہ رکھی جاتی تھی۔ اور سفر بھی وہ رات کو کرتے تھے۔

ایک بات اور بھی یاد آ گئی۔ ایک بار حاجی صاحب کے یہاں ایک آدمی...... جواں سال، تنومند اور خوبرو سا آٹھہرا۔ ہمیں بتلانے لگے کہ یہی وہ ''نوکر'' ہے جو نواب کالاباغ اور ان کے بیٹے کے مابین نزاع اور رنجش کا باعث ہوا اور نواب صاحب کے قتل کا سبب بنا۔ نواب صاحب نے غالباً اُسے اپنا داماد بنانے کا فیصلہ کیا تھا، جس پر چھوٹے نواب مشتعل ہوگئے۔

آج چالیس سال بعد...... یہ یادیں، ذوالکفل بخاری صاحب کی دلچسپی اور تحریک کی بدولت، تحریراً محفوظ ہو رہی ہیں۔ بخاری صاحب اِسے حضرت مولانا شہید کے سوانح حیات کا حصہ بنانا چاہتے تھے، سو ہم نے سرِ تسلیم خم کر لیا۔

(اُملح: ۱۵؍مئی ۲۰۰۷ء)

گجرات میں مرکز احرار، مدرسہ و مسجد ختم نبوت کا قیام

ضلع گجرات نیو ماڈل ٹاؤن میں مسجد احرار کے قیام کے لیے ایک صاحب نے ایک کنال جگہ وقف کی اس کا سنگِ بنیاد ۶؍نومبر ۲۰۰۶ء کو امیر مجلس احرار اسلام پاکستان ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ اور نواسہ امیر شریعت سید محمد کفیل بخاری نے رکھا۔ اللہ پاک نے سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ کی آرزو کو پورا کیا۔ احباب و مخلصین اس دینی مرکز کی تعمیر میں تعاون فرمائیں۔

الداعی: حافظ ضیاء اللہ قریشی۔ منتظم مدرسہ محمودیہ ناگڑیاں ضلع گجرات
فون: 053-7650025۔ موبائل: 0301-6221750

حکیم محمود احمد ظفر

حکیم حافظ عبدالرشید چیمہ رحمتہ اللہ علیہ

جس طرح مشک کو اپنی خوشبو کا اشتہار دینا نہیں پڑتا۔ اس کی خوشبو بذاتِ خود اپنا اظہار اور اعلان ہوتی ہے' اسی طرح حکیم حافظ عبدالرشید علم الادیان اور علم الابدان دونوں سے علم وعمل کی خوشبو بن کر نہ صرف خود مہکنے لگے بلکہ یہ گل صد برگ پورے چیچہ وطنی کو مہکاتا رہا۔

میں نے تو دو تین دفعہ بیماری کی حالت میں ان کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے۔ نہایت کم گو بزرگ تھے لیکن بات جتنی بھی کرتے' وہ ۵۲ ماشہ ۸ رتی کی۔ وجہ اس کی بزرگوں کی وہ صحبت تھی جو انسان کو کندن بنا کر رکھ دیتی ہے۔ وہ واقعی ایک کندن تھے۔ میں نے جب بھی ان سے مختصر بات کی تو ان کے مختصر جواب سے پتا چلتا ہے کہ ان کی زندگی کے مقاصد ہمیشہ جلیل رہے اور امیدیں نہایت قلیل۔ ان کی اس خوبی نے ان کو چیچہ وطنی کے قافلۂ حریت کا سرخیل بنا دیا۔

اللہ تعالیٰ نے مال وزر بھی دیا ہوا تھا لیکن وہ مال مست نہیں تھے بلکہ حال مست تھے۔ ان کا مال ان کی اولاد ہے جس پر وہ ہمیشہ ناز اور شکر خداوندی کیا کرتے تھے۔ خاص طور پر اپنے بڑے فرزند جناب عبداللطیف خالد چیمہ صاحب' اللہ ان کی عمر کو دراز فرمائے اور اپنے باپ کا صحیح جانشیں بنائے۔ میں نے حکیم حافظ عبدالرشید صاحب رحمہ اللہ کی زندگی کا جو تجزیہ کیا ہے۔ اس کا اختصار یہ ہے کہ ان کی نظر میں قصر مرمر اور حجرہ بے در دونوں برابر ہوتے تھے۔ نہ وہاں سرشار اور نہ یہاں بے قرار۔ ایسے لوگ شاہی میں انداز فقیرانہ اور گدائی میں شوکت شاہانہ رکھتے ہیں۔ جس مقصد اور جماعت کو درست سمجھا' اسی کے ساتھ ساری زندگی صرف کر دی۔ وہ شب پرست نہیں شب زندہ دار تھے۔

حدیث میں آتا ہے کہ آدمی جس مٹی سے پیدا ہوتا ہے' وہیں دفن ہوتا ہے۔ جنت البقیع کی مٹی کا تقاضا ان کے قلب میں انگڑائیاں لے کر زبان سے عمرہ کا تقاضا کر رہا تھا۔ چنانچہ گزشتہ ماہ مکہ مکرمہ میں عمرہ ادا کیا اور پھر جب دیارِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم میں تشریف لے گئے تو جنت البقیع کی مٹی نے انھیں کھینچ لیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً

دوستو! دیکھا تماشا یاں کا سب
تم رہو خوش ' ہم تو اپنے گھر چلے

حکیم حافظ عبدالرشید صاحب مرحوم ومغفور نے اس دنیا کا زر مبادلہ تو نہیں کمایا لیکن آخرت کا زر مبادلہ یعنی اعمال صالحہ کافی حد تک کما لیا۔ کچھ اپنی تعلیم وتبلیغ اور کچھ اپنی طویل بیماری سے اور جاں بلب مریضوں کو اپنی حکمت وطبابت اور اللہ کے حکم سے عروسِ صحت سے ہم کنار کرنے سے۔ مجھے تو ان کے انتقال کا سن کر بار بار یہ شعر یاد آتا تھا:

ملک عدم توں ننگے پنڈے ایس جہانے اوندا اے
بندہ اک کفن دی خاطر کناں پینڈا کردا اے

مرحوم کے صاحبزادگان عبداللطیف خالد چیمہ، جاوید اقبال چیمہ، حافظ حبیب اللہ چیمہ کے علاوہ ان کے بھانجے جناب ڈاکٹر محمد اعظم چیمہ اور دیگر اقرباء کے غم میں برابر کا شریک ہوں اور آخرت میں ان کے درجات کی بلندی کے لیے دست بہ دعا ہوں۔

حکیم حافظ محمد قاسم
ناظم نشریات مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی

حکیم حافظ عبدالرشید چیمہ نور اللہ مرقدہ

دیکھا اور سنا گیا ہے کہ بچے حفظ قرآن سے بھاگ جاتے ہیں۔لیکن یہ نہیں دیکھا گیا کہ گھر سے بھاگ کر مدرسہ میں قرآن پاک حفظ کررہے ہوں۔حکیم حافظ عبدالرشید صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے یہ کام بھی کردکھایا کہ گھر سے بھاگ کرقرآن سے محبت کی اوراس کوسینہ میں محفوظ کیا۔انھوں نے ساری عمرختم نبوت کے محاذ پرخدمات انجام دیں اوردینی تحریکوں کی سرپرستی فرمائی۔جس کا اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ صلہ دیا کہ دیارِحبیب صلی اللہ علیہ وسلم میں موت آ گئی۔مسجد نبوی میں نمازِ جنازہ پڑھایا گیا اورحضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قبور کے ساتھ جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔یہ اللہ تعالیٰ کا ان پرخاص فضل وکرم تھا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا صدقہ تھا کہ یہ انعامات اللہ تعالیٰ نے اسی دنیا میں عنایت فرمادیئے۔آج ان کی اولاد بھی اِنھی دینی محاذوں پر سرگرم عمل ہے۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ثابت قدم رکھے ۔حضرت حافظ صاحبؒ نے ۶۰ سال حکمت کے ذریعے حقیقی معنوں میں دکھی انسانیت کی خدمت کی۔چیچہ وطنی میں موجود اکثرحکماءاور پنساری حافظ صاحب کے شاگرد ہیں۔

پنسار کے کاروبار میں دونمبری ہی اس کی اصل چمک ہےلیکن حافظ صاحب نے ۵۰ سال سے زائد پنسار کا کام صاف ستھرااورشرعی اصولوں کے مطابق کیا۔ہرگاہک کواپنا سمجھ کر پوراناپ تول کرصاف ستھرااور معیاری سامان دیا۔یہی وجہ ہے کہ شہراورگردونواح کے لوگ آج بھی آ کر حافظ صاحبکی دکان کا پوچھتے ہیں۔جب کہ ان کو پنسار چھوڑے ۲۰ سال ہونے کو ہیں کہ اب وہ صرف حکمت کرتے تھے۔یہ ان کی دیانت اورامانت کا نتیجہ تھا۔راقم بھی حافظ صاحب کا شاگرد ہے۔آج سے ۸ سال قبل جب والدمحترم حافظ صاحب کی شاگردی میں بٹھانے آئے تو مزاحاً فرمایا کہ اس کو چھوڑ جاؤ دیکھتے ہیں کہ اس سے ہمارا ''قارورہ'' ملتا ہے یا نہیں۔تب اب تک ہرمشکل وقت میں خصوصاً جب ادویات کی پہچان نہ ہوتی یا ادویات کے نسخوں میں قدیم طبی الفاظ کی سمجھ نہ آتی تو ہمیشہ شفقت فرمائی اورتشریحاً اس دوائی کے مزاج،خاصیت،کیفیت اوراہمیت بارے مطلع کیا۔وہ شاگردوں کو پوری توجہ اورمحبت سے سرفراز کرتے۔

دینی خدمات:

حضرت حافظ صاحب جسمانی علاج کے علاوہ روحانی علاج بھی کرتے۔آپ روحانیت کے اعلیٰ درجے پرفائز تھےلیکن انھوں نے کبھی اپنی بزرگی ظاہرنہیں ہونے دی بلکہ بزرگی پرمزاح کا پردہ ڈال کررکھا تھا۔مشہور ہے کہ زیادہ مزاح کرنے والا رعب ودبدبہ کھوبیٹھتا ہےلیکن حافظ صاحب اس معاملہ میں مستثنیٰ تھے۔ان کا رعب اپنے گاؤں میں مدرسہ میں،مطب میں ہرجگہ چلتا تھا۔آپ ۱۹۲۷ء میں پیدا ہوئے۔بچپن میں قرآن پاک حفظ کیا اورسکول میں پرائمری تک تعلیم

حاصل کی ۔ یہاں آپ کے استاد مولانا عابد مسعود ڈوگر کے دادا جان حاجی ماسٹر فضل دین ڈوگر مرحوم تھے۔ درسِ نظامی کی کتب مختلف اوقات میں مختلف اساتذہ سے پڑھیں ۔حضرت مولانا غلام محمد نور اللہ مرقدہ سے جامع مسجد چیچہ وطنی میں اسی طرح حافظ احمد دین صاحب دادڑہ بالا ہڑپہ، کندیاں شریف ،مرشد آباد ضلع بھکر اور کچا کھوہ کے مختلف مدارس اور اساتذہ سے علمی پیاس بجھائی ۔ان کے اپنے بیان کے مطابق مولانا غلام محمد رحمتہ اللہ علیہ، ماسٹر فضل دین مرحوم اور حضرت حافظ احمد دین رحمہ اللہ کا ان کی تربیت پر گہرا اثر تھا۔ یہ دونوں حضرات خانقاہ سراجیہ سے متوسل تھے۔ حافظ صاحب نے سلسلہ نقشبندیہ میں پہلی بیعت حضرت حاجی جان محمد رحمتہ اللہ علیہ باگڑ سرگانہ سے کی جو کہ حضرت مولانا احمد خان صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے (بانی خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف) کے خلیفہ مجاز تھے ۔حضرت حاجی صاحب نے آپ کو خلافت سے بھی نوازا۔ان کی وفات کے بعد حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم سے دوسری بیعت کی اور حضرت خواجہ صاحب سے بھی آپ مجاز تھے۔ انھوں نے اپنے گاؤں چک نمبر۴۲/۱۲۔ایل' جس کا نام بستی سراجیہ بھی ہے' ایک دینی مدرسہ بھی بنا رکھا تھا جہاں بچوں کو حفظ قرآن کی دولت سے نوازا جا رہا ہے اور یہ صدقہ جاریہ تا قیامت جاری رہے گا۔ اسی مدرسہ میں آج سے ۳۵ سال قبل امیر مجلس احرار اسلام پیرجی عطاء المہیمن بخاری بھی پڑھاتے رہے ہیں ۔قیامِ پاکستان کے بعد سب سے پہلی تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں شروع ہوئی تو گرفتار ہونے والوں میں آپ بھی شامل تھے۔اسی طرح ہر تحریک چاہے وہ تحریک ختم نبوت ہو،تحریک دفاع صحابہ ہو یا تحریک دفاع طالبان' ان میں بھر پور حصہ لیا۔ اسی طرح جمعیت علماء اسلام ضلع ساہیوال کے بانی ارکان میں شامل تھے اور آخری وقت تک جمعیت علماء اسلام ضلع ساہیوال کے سرپرست رہے ہیں۔ایسی ہی وابستگی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تادم مرگ رہی ہے ۔دینی تحریکات اور جماعتوں سے اپنے تعلق کو نجات کا ذریعہ قرار دیتے تھے۔افسوس کہ اب تمام جماعتیں ایسے سرپرستوں سے محروم ہوتی جا رہی ہیں۔

حافظ صاحب علماء کرام سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے اور علماء کرام اپنے علاج اور ادویات کے لیے حضرت حافظ صاحب سے ہی رابطہ کرتے تھے کہ خالص اشیاء مل جاتی ہیں ۔۴ سال قبل حافظ صاحب پر فالج کا شدید حملہ ہوا جس سے آپ کا بایاں حصہ مفلوج ہو کر رہ گیا۔ چلنا پھرنا بالکل بند ختم ہو گیا۔اس کے باوجود طبیعت میں شگفتگی باقی تھی ۔اسی فالج کی حالت میں ایک دفعہ شرعی مسئلہ پوچھنا چاہا تو راقم کے والد محترم مولانا محمد نذیر صاحب کو بلوایا تو سب سے پہلے معذرت کی کہ علماء کے پاس جا کر مسئلہ پوچھنا چاہیے لیکن میں معذور ہوں ۔معذرت چاہتا ہوں کہ آپ کو بلا کر مسئلہ پوچھ رہا ہوں ۔اسی شدید علالت کے باوجود آپ اپنے دواخانہ مطب سراجیہ باقاعدہ تشریف لاتے اور عوام الناس کی خدمت کرتے رہے اور اسی حالت میں اپنے پیرومرشد حضرت خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ کے ہاں کندیاں شریف بھی حاضری دی اور عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کی اجازت چاہی ۔گزشتہ دو سالوں سے ویزہ لگنے کے باوجود عمرہ کے سفر میں کچھ نہ کچھ رکاوٹ پیدا ہو جاتی لیکن گزشتہ ماہ عمرہ کی درخواست منظور ہو گئی ۔بستی باگڑ سرگانہ میں کچھ عرصہ قبل حضرت خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ' حافظ محمد عابد صاحب مرحوم کے بیٹے کی شادی کے سلسلہ میں تشریف لائے تو آپ وہاں بھی تشریف لے گئے ۔حضرت خواجہ

صاحب کی خدمت میں ایک واقعہ ذکر کیا کہ ہم نے ایک دفعہ حافظ احمد دین صاحبؒ جو کہ معذور تھے' ان کو وہیل چیئر پر عمرہ کروایا تو لوگ باتیں کرتے تھے کہ بڑھاپے میں لوگ آجاتے ہیں، جوانی میں یاد نہیں رہتا۔ دعا کریں کہ لوگ میرے بارے ایسی باتیں نہ کریں تو حضرت خواجہ صاحب نے ارشاد فرمایا کہ آپ کو کوئی کچھ نہیں کہے گا۔ ایک اور بات یہ کہی کہ عمرہ پر جانا ہے وہاں سے واپسی ہوگی یا نہیں؟ تب حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ آپ ضرور جائیں۔ اللہ پاک خیر فرمائیں گے۔ حافظ صاحب اپنے صاحبزادے حافظ حبیب اللہ چیمہ، اپنی اہلیہ محترمہ اور دختر نیک اختر کے ہمراہ حجازِ مقدس روانہ ہوئے۔ ماشاء اللہ عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے بعد دیارِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم میں قیام پذیر تھے۔ اپنی اہلیہ محترمہ سے فرمانے لگے کہ آپ بھی یہیں رہنے کی دعا کریں۔

حافظ حبیب اللہ چیمہ کا بیان ہے کہ وفات سے قبل آخری رات ذکر واذکار میں مشغول رہے۔ یکم جون بروز جمعۃ المبارک بعد از فجر آرام سے لیٹے ہوئے تھے۔ کوئی ظاہری تکلیف نہ تھی۔ تقریباً ۷ بجے کے قریب ان کے لیے ناشتہ لے کر حاضر ہوا تو روح جسم سے جدا ہو چکی تھی۔ جمعۃ المبارک کا دن سرکاری کارروائی کرتے ہوئے گزر گیا۔ ہفتہ کے روز صبح نماز فجر کے بعد مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں امام مسجد نبوی نے جنازہ پڑھایا۔ بعد میں جنت البقیع کے قدیم حصہ میں جہاں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قبور مبارک ہیں' وہیں تدفین ہوئی۔

حافظ صاحب نے پسماندگان میں ۳ بیٹے اور ایک بیٹی چھوڑی۔ بڑے فرزند جناب عبداللطیف خالد چیمہ مجلس احرار اسلام کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات ونشریات ہیں اور تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر سرگرم عمل ہیں۔ دوسرے بیٹے جاوید اقبال چیمہ شہر کی مشہور سماجی شخصیت ہیں۔ تیسرے بیٹے حافظ حبیب اللہ چیمہ مستند حکیم اور حافظ صاحب کے خلف الرشید ہیں اور آج ان کی جگہ مطب کر رہے ہیں۔ جمعیت علماء اسلام کے قدیم کارکن اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رکن ہیں۔ اصلاحی تعلق حضرت خواجہ صاحب مدظلہ سے ہے۔ حافظ حبیب اللہ چیمہ نے راقم کو بتایا کہ والد ماجد مرحوم' حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ کے خلیفہ مجاز تھے۔ مگر کبھی کسی کو بیعت نہ کیا۔ جو بھی آتا اُسے حضرت کی طرف ہی بھیجتے۔ البتہ دم وغیرہ کر دیتے اور اذکار بھی بتلاتے۔ جب مفلوج ہو گئے تو حکم فرماتے کہ انھیں تعویز لکھ دو، انھیں دم کر دو۔ بعض احباب نے عرض کیا کہ حبیب اللہ کو اجازت دے دیں۔ اس پر فرمایا کہ یہ حکم حضرت ہی فرما سکتے ہیں۔ چنانچہ دو سال قبل جب خانقاہ سراجیہ حضرت خواجہ خان محمد صاحب کی زیارت کے لیے گئے تو میں بھی ہمراہ تھا۔ والد ماجد نے اپنی معذوری حضرت کے سامنے پیش کی اور عرض کیا کہ اگر آپ اجازت دیں تو یہ کام عزیزی حبیب اللہ سے لے لیا کروں؟ اس پر حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ہاں آنے والے ساتھیوں کی خدمت کیا کرو اور ان کو ذکر واذکار کی تلقین بھی کر دیا کرو۔ انتقال سے ۶ ماہ پہلے بھی حضرت خواجہ صاحب کی زیارت کے لیے کندیاں شریف گئے تو حضرت خواجہ صاحب سے پھر پوچھا۔ تب حضرت خواجہ صاحب نے وضاحتاً ذکر اذکار کی تلقین اور احباب کی خدمت کے بارے میں فرمایا۔ عمر بھر کی نیکیاں دینی تعلقات اور خدمت خلق کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح قبول فرمایا کہ آج حافظ صاحب وہاں آسودۂ خاک ہیں جہاں جانے کو ہر کسی کا دل تڑپتا ہے۔

تعزیتی مکتوب

حافظ صفوان محمد چوہان بنام عبداللطیف خالد چیمہ

محترم جناب عبداللطیف خالد چیمہ صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اللہ کی ذات سے امید کرتا ہوں کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔

چند روز پہلے آپ کی زبانی اور بعدازاں بھائی حافظ جاوید اقبال صاحب کے ٹیلی فون سے بھی، یہ خبر ملی کہ آپ کے والد محترم حکیم حافظ عبدالرشید چیمہ صاحب ہفتہ ۲/ جون ۲۰۰۷ء مطابق ۱۶/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۸ھ انتقال فرما گئے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کی پیرانہ سالی اور علالت کے سبب یہ خبر غیر متوقع نہ تھی لیکن بہت اطمینان حسنِ خاتمہ پر ہُوا، کہ آں جناب عمرے کے لیے تشریف لے گئے تھے اور مدینۂ طیبہ میں فجر کی نماز کے بعد اللہ کے حضور حاضر ہو گئے۔ مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جنازہ پڑھا گیا اور جنت البقیع میں آسودۂ خاک کیے گئے۔ دیارِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں قیام اور قیامت کی صبح تک کے لیے نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدموں میں جگہ مل جانا، یہ بھی کیسی نصیب کی باتیں ہیں۔ مجھے بتایئے کہ جس کے والد کو سفرِ آخرت کے لیے توشے میں ایسی سب سعادتیں نصیب ہو جائیں اُس سے افسوس بھی کس چیز کا کیا جائے؟ جانے والا آزمائش سے نکل گیا، اور جو ابھی زندہ ہیں وہ مستقل آزمائش میں ہیں۔ اللہ مجھے، آپ کو، ہمارے جملہ متعلقین اعزہ واقارب، اور ساری امت کو حسنِ خاتمہ نصیب فرمادے۔ آمین

محترم چیمہ صاحب! عرض ہے کہ دنیا سے کوچ کا یہ سفر تو ہر ایک کو درپیش ہے لیکن ہر گزرنے والا اپنے پس ماندگان کے لیے مختلف اثرات چھوڑ جاتا ہے۔ آپ کے والد صاحب کی وفات نے اُن کو تو اِن شاء اللہ بابِ رحمت سے روح وریحان وجنتِ نعیم میں پہنچا دیا اور ابدی سکون وراحت اور عیش وعشرت کے انعامات واکرامات نصیب فرما دِیے، لیکن پس ماندگان یقیناً ایک مخصوص رحمت، دعا وبرکت سے محروم ہو گئے۔ مجھے اِس کا قلق ہے کہ آپ کے لیے غائب و حاضر ہر حال میں پدری اخلاص کے ساتھ ہاتھ پھیلانے والا اب اِس دنیا میں کوئی نہیں رہا۔ آپ اپنے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لیے ایصالِ ثواب کر کے ضرور کسی درجہ کا سکون پا سکتے ہیں لیکن اب وہ بات کہاں کہ آپ کہیں پر بھی ہوں اور آپ کی سلامتی، راحت وعزت کے لیے دعائیں ہو رہی ہوں۔ اب یہ جذبۂ صادقہ دنیا میں کہیں میسر نہیں آسکتا۔ یہ جذبہ تو اُس دل کے ساتھ پیوندِ خاک ہو گیا، اور آپ کے لیے بابِ رحمت پر ہاتھ پھیلانے والے اب کنجِ لحد میں جا سوئے ہیں۔ آپ کے لیے کلمۂ خیر کہنے والے اور جذبۂ خیر دل میں رکھنے والے بہت ہیں لیکن وہ آہ، وہ خلش، وہ سوزش اب کہاں۔

والد کا سایۂ شفقت سبھی کے لیے نعمتِ عظمیٰ ہے، خصوصاً وہ اہلِ علم جو حدیثِ پاک کا یہ جملہ جانتے ہیں کہ ''والد

کے چہرے پر محبت سے نگاہ ڈالنا باعثِ اجر ہے،'' اُن کو اِس نعمت کے چھن جانے کا احساس سب سے زیادہ ہوتا ہے۔ یہ ناکارہ بھی ساڑھے چھے سال قبل اِس منزل سے گزرا ہے، اور آج تک اپنے والد پروفیسر عابد صدیق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شفقتیں اور اُن کی خدمت و زیارت سے حاصل ہونے والی سعادت سے محرومی کا قلق دل سے نہیں جاتا۔ مجھے والد صاحب قبلہ کی وفات کی خبر کے سنتے ہی سب سے پہلے یہی احساس ہُوا تھا کہ اب میں اُن کے چہرے کو دیکھنے سے ملنے والے اجر سے ہمیشہ کے لیے محروم ہو چکا ہوں۔ یقین کیجیے کہ والد کے چہرے کو دیکھنے کے کارِ خیر سے محرومی کا یہ احساس آج بھی میرے دل میں پیوست ہے۔

محترم چیمہ صاحب! دعا ہے کہ اللہ رب العزت آپ کے والد صاحب کی بال بال مغفرت فرمائیں۔ حقیقت میں والد کی دعاؤں کی برکتوں سے محرومی اور اُن کی خدمت کی سعادت سے حرمان بہت ہی بڑا صدمہ ہے۔ مبارک ہے وہ اولاد جسے اپنے والد کی خوشنودی نصیب رہے؛ اور بہت ہی مبارک ہے وہ والد بھی جو جب تک زندہ رہا، اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے کوشش میں لگا رہا اور دمِ واپسیں اپنے پیچھے آپ جیسی صالح اور دین دان اولاد چھوڑ گیا اور یوں اپنے لیے اعلیٰ ترین صدقۂ جاریہ کا بندوبست کر گیا۔

بحمد اللہ ہم لوگوں نے یہاں ہری پور میں بقدرِ استطاعت ایصالِ ثواب کیا ہے۔ اللہ پاک قبول فرمالے۔

والسلام

شریکِ غم، دعا گو و دعا خواہ

حافظ صفوان محمد چوہان و اہلِ خانہ

۲۰/ جون ۲۰۰۷ء

۵/ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۸ھ

حافظ عبدالرشید چیمہ رحمہ اللہ کے انتقال پر تعزیت۔احباب کا شکریہ:

میرے والد ماجد حافظ عبدالرشید چیمہ رحمتہ اللہ علیہ کے انتقال پر علماء کرام ،مختلف دینی وسیاسی جماعتوں مجلس احرار اسلام، جمعیت علماء اسلام، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، مسلم لیگ، پیپلز پارٹی کے رہنماؤں اور کارکنوں، سماجی رہنماؤں، صحافیوں اور تاجر رہنماؤں نے اظہارِ تعزیت کیا ہے اور حافظ صاحب مرحوم کے لیے بلندیٔ درجات کی دعا کی ہے۔ان حضرات کے اسماءِ گرامی درج ذیل ہیں:

حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم (امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)،حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ (امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)،مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری ،صاحبزادہ نجیب احمد ،صاحبزادہ خلیل احمد صاحب، سید محمد کفیل بخاری، پروفیسر خالد شبیر احمد، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، شیخ الحدیث مولانا محمد ارشاد، مولانا محمد مغیرہ، مولانا افتخار احمد حقانی، مولانا زاہد الراشدی، مولانا فضل الرحمٰن درخواستی، مولانا محمد احمد لدھیانوی، شمس الرحمٰن معاویہ، ڈسٹرکٹ ناظم ساہیوال رائے حسن نواز خان، تحصیل ناظم چودھری محمد طفیل ،پیپلز پارٹی کے رہنما کاشف حمید، مولانا محمد انور شاہ صاحب ،مولانا سید محمد اطہر شاہ صاحب (دیپال پور)، قاری محمد طیب حنفی (بورے والا)، راؤ عبدالنعیم صاحب ،مولانا ضیاء الدین آزاد (ماموں کانجن)،صوفی غلام رسول نیازی (مجلس احرار اسلام فیصل آباد)، حافظ محمد اسماعیل (مجلس احرار اسلام ٹوبہ ٹیک سنگھ)، میاں محمد اویس ،ملک محمد یوسف ،چودھری محمد ظفر اقبال (لاہور)، صوفی نذیر احمد (ملتان)

بیرونِ ملک سے جناب عبدالرحمٰن باوا ،محمد سہیل باوا (ختم نبوت اکیڈمی لندن)، مولانا محمد عیسیٰ منصوری (چیئر مین ورلڈ اسلامک فورم لندن)، شیخ عبدالواحد (صدر احرار ختم نبوت مشن برطانیہ)، محمد اکرم راہی (گلاسگو)، مولانا اکرام الحق خیری، قاری محمد عمران جہانگیری (لندن) سابق قادیانی لیڈر، شیخ راحیل احمد اور سید منیر احمد شاہ (جرمنی)۔

ان کے علاوہ اندرون وبیرون ملک سے بے شمار حضرات نے (جن کے نام درج نہیں ہو سکے) بذریعہ فون، خطوط اور خود تشریف لا کر اظہارِ تعزیت وہمدردی کیا ہے۔اللہ تعالیٰ تمام بزرگوں ،دوستوں اور احباب کو جزاء خیر عطاء فرمائے جنھوں نے دعاؤں میں یاد رکھا اور ہمیں حوصلہ دے کر ہمت بڑھائی۔ہم آئندہ بھی آپ حضرات کی دعاؤں کے طالب ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں صبر اور دین پر استقامت نصیب فرمائے۔(آمین)

والسلام

عبداللطیف خالد چیمہ

مرکزی ناظم نشر واشاعت مجلس احرار اسلام پاکستان

وپسماندگان: جاوید چیمہ، حبیب اللہ چیمہ، ڈاکٹر محمد اعظم چیمہ

0300-6939353

حافظ محمد ضیاء اللہ قریشی
ناظم: مدرسہ محمودیہ ناگڑیاں (گجرات)

مولانا قاری محمد اختر رحمتہ اللہ علیہ

۱۷ رمئی ۲۰۰۷ء بروز جمعرات گجرات کے نامور عالم دین مولانا قاری محمد اختر صاحب انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ قاری صاحب علاقہ کی بزرگ ہستیوں میں سے تھے۔ اُن کا گجرات کے لوگوں کے لیے ایک نعمت سے کم نہ تھا۔

مولانا قاری محمد اختر ۱۹۴۴ء کو ضلع جہلم کے ایک گاؤں جادہ میں پیدا ہوئے۔ اسی گاؤں میں پرورش پائی۔ وہیں سے میٹرک کیا۔ اس کے بعد دین کی تعلیم کے لیے جامعہ حنفیہ کا رخ کیا۔ یہاں آپ نے مولانا غلام یحییٰ ہزارویؒ، مولانا عبداللطیف جہلمیؒ جیسے اساتذہ سے فیض پایا۔ جامعہ مدنیہ لاہور سے دورہ حدیث کیا۔ یہاں آپ کو مولانا حامد میاںؒ جیسے شفیق استاد ملے۔ آپ حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستی رحمہ اللہ سے بیعت ہوئے اور انھوں نے آپ کو خلاف سونپی۔

قاری صاحب ۱۹۷۱ء میں گجرات کے ایک گاؤں پنجن کسانہ آئے۔ یہاں آکر آپ نے جامعہ حنفیہ کی بنیاد رکھی اور بچوں کے لیے باقاعدہ دینی تعلیم کا آغاز کیا۔ پھر ۱۹۸۳ء میں بچیوں کے لیے تعلیم کا آغاز کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سیکڑوں بچے اور بچیاں دینی تعلیم سے آراستہ ہو چکے ہیں۔ حضرت قاری صاحب نے چالیس سال میں جو شمع روشن کی' آج پورا علاقہ اس سے منور ہو چکا ہے۔ حضرت قاری صاحب اہل علاقہ سے خاص محبت والفت رکھتے تھے اور خالص اللہ کی رضا کے لیے کام کرتے تھے۔ انھوں نے ساری زندگی فقیرانہ گزاری۔

قاری صاحب کا ابن امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ بہت گہرا تعلق تھا۔ شاہ جی جب بھی ناگڑیاں تشریف لاتے تو قاری صاحب ضرور ملتے تھے اور جب بھی کوئی جلسہ کرتے تو شاہ جی کو ضرور مدعو فرماتے۔ قاری صاحب کا شاہ جی سے تعلق اس واقعہ سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ میں شاہ جی نے ناگڑیاں میں مدرسہ کی بنیاد رکھی تو قاری صاحب نے شاہ جی کا بہت زیادہ ساتھ دیا اور استاد بھی بھیجا۔ حضرت قاری صاحب کے مدرسے سے فارغ طلباء میں اکثر کی دستار بندی شاہ جی کے دست مبارک سے ہوئی۔ شاہ جی کی وفات کے بعد بھی قاری صاحب کا ناگڑیاں سے اور خاندانِ سادات سے گہرا تعلق رہا۔ حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ کی ناگڑیاں آمد پر قاری صاحب تشریف لاتے اور فرماتے کہ پیر جی تو ہمارے اکابر کی نشانی ہیں۔

حضرت قاری صاحب سچے عاشق رسول اور محبِّ صحابہ تھے۔ ایک مرتبہ ناگڑیاں میں بیان فرما رہے تھے۔ فرمایا کہ مجھے کئی بار رسالت مآب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو چکی ہے اور متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن

میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا نام خصوصی طور پر ذکر کیا۔ حضرت قاری صاحب کا اندازِ بیان بڑا دلکش تھا۔ آپ سامعین کا دل موہ لیتے۔

۱۵؍مئی ۲۰۰۷ء کو میں اُن کی خدمت میں حاضر ہوا تو ملاقات کے دوران بڑی قیمتی باتیں فرمائیں۔ فرمایا کہ بیٹا! اگر دین کا کام کرنا ہے تو ہر طرف کی پرواہ کیے بغیر خالص اللہ کی رضا کے لیے کام کرو تو اس میں فائدہ ہوتا ہے۔ تب ہی اس کام میں برکت ہوتی ہے۔ یہ اُن سے میری آخری ملاقات تھی۔ پھر اچانک ہی ہمارے سروں سے وہ سایہ اٹھ گیا اور علم دین کا یہ چراغ ہمیشہ کے لیے گل ہو گیا:

اب انھیں ڈھونڈ چراغِ رخِ زیبا لے کر

۱۷؍مئی ۲۰۰۷ء کو حضرت قاری صاحب اس فانی دنیا سے کوچ کر گئے۔ جونہی یہ خبر لوگوں کے کانوں میں پڑی تو لوگوں کا سمندر پنجن کسانہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ ہزاروں سوگوار حضرت قاری صاحب کے آخری دیدار کے لیے پنجن کسانہ روانہ ہوئے۔ جہاں لوگوں کی کثیر تعداد جنازہ کے لیے موجود تھی۔ حضرت کی نمازِ جنازہ پیر عبدالعزیز ہزاروی مدظلہ نے پڑھائی۔ ہزاروں سوگواروں کی موجودگی میں آپ کو سپردخاک کیا گیا۔

حق تعالیٰ اُن کی مغفرت فرمائیں اور انھیں جوارِ رحمت میں جگہ عطاء فرمائے۔ (آمین)

عبداللطیف خالد چیمہ کی برطانیہ روانگی

مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی ناظم نشریات عبداللطیف خالد چیمہ ۱۷؍جون کو برطانیہ کے دورے پر روانہ ہو گئے وہ ان شاء اللہ تعالیٰ کچھ عرصہ وہاں قیام کریں گے۔ اس دوران وہ لندن، برمنگھم، ہیڈرس فیلڈ، مانچسٹر اور گلاسگو سمیت متعدد شہروں کا دورہ کریں گے اور مختلف اجتماعات اور کانفرنسوں میں بھی شرکت کریں گے۔ موجودہ صورت حال اور امت مسلمہ کو درپیش مسائل کے حوالے سے وہ سرکردہ برطانوی علماء کرام اور دینی رہنماؤں سے بھی ملاقات کریں گے اور تحریک ختم نبوت کے کام اور احرار ختم نبوت مشن (برطانیہ) کا بھی جائزہ لیں گے۔

برطانیہ کے احباب ان سے درج ذیل ٹیلی فون نمبرز پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

لندن: 0208-5500104　گلاسگو: 0141-5563700　0141-4182353

ساغر اقبالی

زبان میری ہے بات اُن کی

☆صحافیوں کو دھمکیاں، تشدد، اغوا کے واقعات، پیمرا آرڈیننس کا نفاذ۔ (ایک خبر)

ہم قلم احباب، شورش! مضطرب ہوتے ہیں کیوں　　ماضیٔ مرحوم میں بھی یہ ستم ہوتے رہے
راست گفتاری پہ شاعر کی زباں کٹتی رہی　　ہاتھ سچی بات لکھنے پر قلم ہوتے رہے

☆چودھریوں کے خلاف نفرت بڑھ رہی ہے، ق لیگ چھوڑنے پر مجبور ہوں۔ (علی حسن گیلانی)

چلو تم اُدھر کو ہوا ہو جدھر کی

☆ملتان۔ کینال افسروں نے بغیر کیسی درخت، اراضی کو باغ ڈکلیئر کر کے ۳ گنا پانی دے دیا۔ (ایک خبر)

''ہُن پانی دا راکھی، کمپیوٹر بہہ گیا اے''

☆ہر گھر میں چولہا جلے گا، ہر شہری کو چھت ملے گی۔ (ایک خبر)

ڈھائی سو روپے گوشت تے ۶۰ روپے دالاں
مار غریبا! پُٹھیاں چھالاں

☆بے نظیر سے ڈیل نہیں ہو رہی۔ (صدر پرویز)
پیپلز پارٹی سے ڈیل جا رہی ہے۔ (شیخ رشید)

☆حکمران اتحاد کے رہنما، بحران کے دوران ہمیشہ مجھے تنہا چھوڑ دیتے ہیں پہلی بار پریشان ہوا ہوں۔ (صدر مشرف)

کہ پریشاں کرنے والوں کو پریشاں ہم نے دیکھا ہے

☆چیف جسٹس کے خلاف نیا ریفرنس تیار کر لیا مناسب وقت پر پیش کیا جائے گا۔ (وصی ظفر)

پہلے ریفرنس سے تو فارغ ہو لیں!

☆جو ارکان نماز پڑھنا چاہتے ہیں چلے جائیں، سپیکر نے نماز مغرب کے لیے وقفہ نہ کیا۔ (ایک خبر)

وہ تو چاہتے ہیں کہ نمازی ارکان مستقل طور پر چلے جائیں

☆بجٹ سے عام آدمی کو خاص فرق نہیں پڑے گا۔ (ماہرین اقتصادیات)

خاص آدمی کو تو ضرور فرق پڑے گا

☆عمران خان پاکستان کی سیاست کو لندن کی سڑکوں پر نہ لائیں۔ (سینیٹر طارق عظیم)

کراچی کی سڑکوں پر چاہے لاشوں پہ لاشے گرتے رہیں

☆فوج پر تنقید ملک کے خلاف سازش ہے۔ (شوکت عزیز)

سیاست کے کرشمے ہیں!

☆حکمران اپنے گناہوں کا بوجھ کسی ادارے پر نہ ڈالیں۔ (جاوید ہاشمی)

اسی لیے سارا بوجھ آپ پر ڈالا ہے

حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ھے

● **اللہ رب العالمین۔خدا یا گوڈ (God)** مصنف: رشید اللہ یعقوب

ضخامت: ۱۹۸صفحات جو صاحب اس کتاب کو منگوانا چاہتے ہیں' وہ اس کتاب کا صرف ڈاک خرچ ۲۳ روپے ارسال کریں۔

پتا: رحمت للعلمین ریسرچ سنٹر، مکان نمبر ۸، زمزمہ سٹریٹ نمبر ۳، زمزمہ کلفٹن کراچی ۷۵۶۰۰

رشید اللہ یعقوب نے اپنا قلم عبادت کے لیے وقف کر رکھا ہے۔ اس سے پہلے ان کی تین کتابیں شائع ہو چکی ہیں: (۱) الصلوٰہ والسلام علی رحمتہ اللعالمین (۲) اسماء اللہ عزوجل قرآن وحدیث کے مطابق (۳) کتاب الدعاء والاستغفار۔ یہ کتابیں ہزاروں کی تعداد میں چھپ کر تقسیم ہو چکی ہیں اور اس کے ساتھ ہی یہ اطلاع بھی ہے کہ زیرِ نظر کتاب کے جملہ حقوق محفوظ نہیں ہیں جو صاحب یا ادارہ اس کو شائع کرے وہ اس کی پانچ کاپیاں مصنف کو بھیج دے۔ یہ نیکی کا ایک سلسلہ ہے اور مصنف کی خواہش ہے کہ یہ سلسلہ دور تک جائے۔

مصنف نے اپنا پیغام انتساب کی عبارت میں دیا ہے:

> ''ان اہلِ سنت کے نام جو قرآنی احکامات، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور اکابر کے عمل کی تقلید کرتے ہوئے اس کائنات کے وحدہ لاشریک خالق و مالک کو اللہ ہی کہہ کر پکارتے ہیں اور اس کا کوئی دوسرا مثل نہیں ڈھونڈتے۔ اس لیے کہ ان کا ایمان ہے ''لَیۡسَ کَمِثۡلِهٖ شَیۡءٌ وَهُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ۔ کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں اور وہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے۔''

یہ انتساب دراصل اس کتاب کا خلاصہ ہے جس کو پڑھ کر ہم اندازہ کر لیتے ہیں کہ کتاب میں کیا دعوت دی گئی ہے۔ یہ کتاب ۱۷ ابواب پر مشتمل ہے۔ اس کے قابل توجہ موضوعات یہ ہیں: ابتدائے مذہب وتصور معبود/ اسلامی نظریہ، یہودی وعیسائی نظریہ، زرتشتی/ مجوسی مذہب کا نظریہ، اللہ تعالیٰ، گوڈ اور خدا، اللہ تعالیٰ کے ذاتی نام' چند حقائق، خدا، پہلوی سے فارسی اور پھر اردو میں کس طرح آیا۔ محدثین اور خدا، خدا۔ اردو میں قرآنی تراجم اور دینی کتب، انگریزی میں اللہ تعالیٰ کے لیے لفظ God کا استعمال کب اور کس نے سب سے پہلے کیا؟ الیگزینڈر روس کا سورۃ اخلاص کا ترجمہ اور اس کا عکس۔ گوشوارہ اسم اللہ عزوجل والرب جل جلالہٗ در قرآن۔

مصنف نے وضاحت کے ساتھ اس کتاب میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو خدا نہ کہا جائے۔ کیوں کہ یہ نام پہلوی زبان کا ہے جو بعدازاں فارسی سے ہوتا ہوا اردو میں آ گیا اور گوڈ بھی نہ کہا جائے۔ کیوں کہ اس نام سے انگریزوں نے پکارا جس کے بعد برطانیہ کی تمام نوآبادیوں میں اٹھارہویں صدی میں عام ہو گیا۔

مصنف اس کتاب کے آخر میں دعا کرتے ہیں:

''اے قادرِ مطلق ! یا مصرف القلوب ! میری اس کتاب کو قبول فرمالیجیے ۔ جو دانستہ اور نادانستہ کوتاہی اور لغزش سرزد ہوئی' اس کو اپنی غفاری، رحیمی اور کریمی سے معاف فرمادیجیے۔ اور اس کے مندرجات کو میرے لیے اور امت کے لیے نافع بنادیجیے اور لوگوں کے دلوں کو پھیر دیجیے کہ وہ آپ خدا، خداوند، گوڈ کہنے کی بجائے اللہ عزوجل کے نام سے پکاریں۔''

جو کام نیک نیت سے کیا جاتا ہے' اسے اللہ تعالیٰ شرفِ قبولیت عطا کرتے ہیں۔ ان شاء اللہ مصنف کو بھی اس نیکی کا اجر ضرور ملے گا اور ان کی نیکیوں میں اضافہ ہوگا۔

لیکن اس کے ساتھ ہی مصنف کی خدمت میں ایک گزارش ہے کہ انھوں نے اردو کی اس کتاب میں کثرت کے ساتھ انگریزی کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ اس طرح یہ کتاب ان لوگوں کے لیے جن کی انگریزی تک رسائی نہیں ہے۔ انھیں مطالعہ کرتے وقت مشکل پیش آتی ہے۔ اگر مصنف اس کے آئندہ ایڈیشن پر نظر ثانی کرلیں تو پھر یہ کتاب زیادہ مفید ثابت ہوگی۔ (تبصرہ: جاوید اختر بھٹی)

● **حجاب' قرآن وحدیث کی روشنی میں**　　مصنف: مولانا پروفیسر کریم بخشؒ

قیمت: ۸۰ روپے　　　ناشر: دارالکتاب' کتاب مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

حضرت مولانا کریم بخش رحمہ اللہ ماضی قریب کی معروف علمی شخصیت ہیں۔ اصل نام عبدالکریم ملتانی ہے۔ کریم بخش کے نام سے معروف ہوئے۔ ملتان سے اٹھے تو لاہور جا بیٹھے۔ اورنٹیل کالج پنجاب یونیورسٹی میں پروفیسر رہے۔ متعدد کتابیں تصنیف کیں۔

زیرِ تبصرہ کتاب کا اصل نام ''کشف النقاب عن مسئلۃ الحجاب'' ہے۔ چونکہ ہمارے قارئین کی اکثریت عربی زبان سے زیادہ واقف نہیں۔ اس لیے اُن کی سہولت کے لیے اردو عنوان ''حجاب' قرآن وحدیث کی روشنی میں'' کو اختیار کیا گیا۔

حجاب (پردہ) دینِ اسلام کا اہم ترین مسئلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں مستقل حکم کی صورت میں مسلمان عورتوں کو حجاب کا پابند فرمایا۔ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اس حکم کی تشریح اور وضاحت وارد ہے جب کہ سیرتِ طیبہ میں پردہ کے حکم پر عملدرآمد کی محکم مثال موجود ہے۔ ہر دور میں کفار کی تہذیب سے مرعوب مسلمان پردہ کی ضرورت واہمیت سے انکار کرتے رہے ہیں اور بے پردگی کے ہولناک نقصانات ونتائج کا سامنا بھی کرتے آرہے ہیں۔ اتنا نہیں سوچتے کہ جب امہات المومنین جیسی پاک اور عظیم ہستیوں کو پردہ میں رہنے کا حکم دیا گیا ہے تو عام مسلمان خواتین کے لیے پردہ کا اہتمام اور بھی زیادہ ضروری ہے۔ مولانا پروفیسر کریم بخش رحمہ اللہ نے حجاب کے قرآنی حکم کو بڑی تفصیل کے ساتھ اس کتاب میں بیان کیا ہے۔

ناشر کتاب کی خدمت میں درخواست ہے کہ مولانا پروفیسر کریم بخش رحمہ اللہ کا تفصیلی تعارف بھی کتاب کے

آئندہ ایڈیشن میں شامل کریں کہ عام قاری ان سے بالکل ناآشنا ہے۔ (تبصرہ: کفیل بخاری)

● **ماہنامہ ''مسیحائی'' کراچی۔ قرآن نمبر** مدیرِ اعلیٰ: احمد خیر الدین انصاری

ضخامت: ۶۴۸ صفحات　ہدیہ: ۴۰۰ روپے　ملنے کا پتا: ۱۹۷۔ بی بلاک اے شمالی ناظم آباد کراچی

جناب احمد خیر الدین انصاری علمی ذوق سے سرشار ہیں اور گزشتہ کئی برس سے دینی صحافت میں بے لوث خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ماہنامہ ''مسیحائی'' ان کی ادارت میں باقاعدگی سے شائع ہو کر طالبانِ علمِ دین کے ذوق کی تسکین کر رہا ہے۔ ماہنامہ ''مسیحائی'' کی خصوصی اشاعت ''قرآن نمبر'' اُن کے خلوص و للّٰہیت کا مرقع ہے۔

قرآنِ کریم' کائنات کے علوم و معارف کا سمندر ہے۔ ہر دور میں علماء و مفسرین نے اپنی اپنی استعداد کے مطابق کتابِ مبین سے علم و معرفت کے موتی چُنے اور بھٹکے ہوئے انسانوں کو پیش کر کے انھیں راہِ ہدایت پر لانے کی سعی کی۔ یہ سلسلہ صبحِ قیامت تک جاری رہے گا۔ (ان شاءاللہ)

زیرِ تبصرہ ''قرآن نمبر'' میں تقریباً پچاس شخصیتوں کی نگارشات شامل ہیں۔ علمِ تفسیر و ترجمہ، تراجم و تفاسیر کا تعارف، سائنسی موضوعات اور قرآن، معاشیات، سیاسیات، ادب، جمع و تدوینِ قرآن، مختلف زبانوں براہوی سندھی، اردو اور گجراتی میں تراجم و تفاسیر، قصص قرآن، تہذیب و تمدن، صحابۂ کرام کے تذکرے اور ایسے بہت ہی اہم عنوانات پر انتہائی قیمتی تحریریں قرآن نمبر کی زینت ہیں۔ الاستاذ محمد علی صابونی، حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحبؒ، پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خانؒ، شاہ مصباح الدین شکیل، ڈاکٹر اسرار احمد، سید منور حسن، ڈاکٹر حافظ محمد ثانی، ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری، پروفیسر اقبال جاوید، مولانا عبدالقیوم حقانی، حکیم محمد سعید شہید، جمیل نقوی اور مخدوم زادہ احمد خیر الدین انصاری کی نگارشات بہت ہی اہم ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف قدیم قلمی نسخوں کے رنگین و مزین عکس جو مختلف خطوں نستعلیق، ثلث، رقعہ، کوفی، دیوانی، نسخ اور علاقائی اندازِ کتابت کشمیری، خط بہار وغیرہ کے اعلیٰ ترین نمونے ہیں۔ اس خصوصی اشاعت کی شان اور جان ہیں۔ کاغذ، طباعت، جلد مناسب ہے۔ (تبصرہ: محمد الیاس)

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

ادارہ

اوکاڑہ کے بھولا مسیح نے قائدِ احرار کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا
اُن کا اسلامی نام محمد عبداللہ رکھا گیا

اوکاڑہ (۱۳؍جون) اوکاڑہ کے عیسائی بھولائی مسیح ولد شنگھارا مسیح نے بلا جبر و اکراہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے قائدِ احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا۔ جامع مسجد عثمانیہ گول چوک میں ایک بڑے اجتماع میں انھوں نے قبولِ اسلام کا اعلان کیا۔ اس مبارک تقریب میں مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

> ”اسلام کسی دوسرے مذہب کے پیروکار پر جبر نہیں کرتا۔ لیکن جب کوئی مسلمان ہوجائے تو اس پر پوری طاقت سے قوانین نافذ کرتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ جب تک کوئی آدمی فوج میں بھرتی نہیں ہوتا تو وردی پہننے کا پابند نہیں ہوتا لیکن جب بھرتی ہوجائے تو وردی بھی پہنے گا اور تمام قوانین پر اس سے سختی سے عمل کرایا جائے گا۔ اسی طرح تمام محکموں کے قواعد و ضوابط اس کے کارندوں پر عائد ہوتے ہیں۔
>
> اب جو شخص بھی پہلے سے مسلمان ہے یا بعد میں مسلمان ہوا ہے اس پر اسلامی قوانین کی پابندی فرض ہے۔ اسلام میں اس کی مرضی نہیں چلے گی بلکہ اپنی مرضی کو اسلام کے احکام کے تابع کرنا ہوگا۔ اسلام نے تمام انبیاء پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے۔ اُن میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بھی شامل ہیں۔ وہ اللہ کے نبی تھے اللہ کے بیٹے نہیں تھے۔ یہودیوں نے جب حسبِ سابق انھیں قتل کرنے کی کوشش کی تو اللہ تعالیٰ نے انھیں زندہ آسمان پر اٹھالیا۔ اب وہ قیامت کے قریب نازل ہوں گے۔ اسلام میں کسی بھی نبی کی گستاخی کا کوئی تصور نہیں۔ ایسا کرنے والا دائرۂ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے۔“

اس مبارک تقریب کے اختتام پر حضرت پیر جی مدظلہ نے نومسلم محمد عبداللہ کو مبارک باد دی۔ اس کے لیے دین پر استقامت کی دعاء کی اور عوام میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ اس تقریب میں مجلس احرار اسلام کے رہنماؤں شیخ نسیم الصباح، مظہر سعید، محمد الیاس ڈوگر، خالد محمود اور دیگر کارکنان نے بھی کثیر تعداد میں شرکت کی۔

☆☆☆

ادارہ　　مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں

اخبارُالاحرار

ابوظہبی: پاکستانی سکول میں قادیانی تبلیغ بند کی جائے

لاہور (۴؍جون) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری، ناظم اعلیٰ پروفیسر خالد شبیر احمد، مرکزی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ سید محمد کفیل بخاری اور مولانا محمد مغیرہ نے اپنے مشترکہ بیان میں ابوظہبی میں پاکستانی سکول میں قادیانی سٹاف کی تعیناتی اور سٹاف کی ارتدادی سرگرمیوں پر گہری تشویش کا اظہار کیا ہے اور اسے اسلام اور آئین سے متصادم قرار دیتے ہوئے فوری سدباب اور تدارک کا مطالبہ کیا ہے۔ ایک بیان میں انھوں نے وفاقی وزارت مذہبی امور، وزارت تعلیم، وزارت خارجہ اور ابوظہبی میں متعین پاکستانی سفیر سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ ابوظہبی کے پاکستانی سکول سے پرنسپل سمیت تمام قادیانی سٹاف کو بلاتاخیر برطرف کیا جائے اور اعلیٰ سطحی تحقیقات کرائی جائیں نیز پاکستانی سکول میں پرنسپل سمیت مسلم سٹاف متعین کیا جائے اور ٹیکسٹ بک بورڈ سے قادیانی عناصر کو نکالا جائے۔

☆☆☆

چیچہ وطنی (۶؍جون) مجلس احرار اسلام کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف چیمہ نے کہا ہے کہ اسلام اور ختم نبوت کے خلاف قادیانی ٹی وی چینل (M.T.A.) اور فحاشی وجنسی انارکی پھیلانے والے چینلز کو تو کھلی چھٹی ہے لیکن آئین کی حکمرانی اور عدلیہ کی آزادی کی جنگ لڑنے اولے وکلاء کی جدوجہد کی کوریج کرنے والے چینلز پر پیمرا قوانین کا جبری اطلاق اور خود اپنے ذاتی اقتدار کو دوام دینے کے لیے پیمرا ترمیمی آرڈیننس نافذ کر کے حالات کو مزید بگاڑا جارہا ہے۔ خالد چیمہ نے صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے الزام عائد کیا کہ لڑائی تو سرکاری لیگ کے اندر کی ہے جسے لڑا باہر جارہا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ق لیگ مسلم لیگی روایات کے مطابق طبعی عمر پوری کر چکی ہے اب اس کے اختتام مبارک کے رسمی اعلان کی خبر کی توقع کرنی چاہیے۔ انہوں نے کہا کے ایم کیو ایم کی دہشت گردی اور قتل وغارت گری کے حوالے سے عمران خان اپنے جراتمندانہ مؤقف پر قائم رہے اور بعض قوتوں کی طرح سودے بازی یا پسپائی اختیار نہ کی تو تاریخ میں امر ہو جائیں گے۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ قادیانی جماعت انڈر گراؤنڈ موومنٹ کے ذریعے ملک میں عدم استحکام پیدا کرنے کے لیے سازشی کردار ادا کر رہی ہے لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ قادیانیوں کی سازشوں کا ادراک کیا جائے اور قادیانی نواز عناصر جو میڈیا سمیت سیاسی جماعتوں میں بھی گھسے ہوئے ہیں ان کو بے نقاب کیا جائے۔

قائد احرار کا دورۂ ناگڑیاں: (رپورٹ: حافظ محمد ضیاء اللہ)

مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری ۸؍مئی ۲۰۰۷ء کو اپنے آبائی گاؤں ناگڑیاں (ضلع گجرات) میں تین روزہ تبلیغی دورہ پر تشریف لائے۔ بعد نماز مغرب جامع مسجد میں مجلس ذکر منعقد ہوئی اور کثیر تعداد میں گاؤں کے لوگ اس میں شریک ہوئے۔ مجلس ذکر کے اختتام پر حضرت پیر جی مدظلہ نے عقیدۂ ختم نبوت،

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مقام ومنصبِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے عنوانات پر اصلاحی بیان فرمایا۔آپ نے فرمایا کہ قرآن و حدیث،سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماعِ صحابہ رضی اللہ عنہم ہمارے ایمان وعمل کی بنیادیں ہیں۔عقیدۂ ختم نبوت اتحادِ امت کی سب سے بڑی ضمانت ہے۔اللہ اپنے نبی کو مخلوق کی ہدایت کے لیے خود چنتے ہیں۔کوئی شخص اپنی یا دوسروں کی مرضی سے منصبِ نبوت پر فائز نہیں ہوسکتا۔مسیلمہ کذاب سے لے کر مرزا قادیانی تک تمام مدعیانِ نبوت اوران کے پیروکار کافر ومرتد ہیں۔آئندہ بھی جو ان کی راہ پر چلے گا اُنھی میں شمار ہوگا۔آپ نے فرمایا کہ بنی نوع انسان کی بھلائی، ساری امت کی وحدت اور دنیا وآخرت کی کامیابی خاتم النبیین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع وفرماں برداری میں ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو سنت پر عمل کرنے والا بنادے(آمین)۔۹رمئی کو بعد نماز فجر درسِ قرآن کریم میں آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سب مسلمانوں کو دین اسلام میں مکمل طور پر داخل ہونے کا حکم فرمایا ہے۔اس کا مطلب ہے کہ دینی احکام میں اپنی خواہشات چھوڑ دو۔صرف اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش پر عمل کرو۔بعد نمازِ ظہر مستورات کو بیان فرمایا۔معزز خواتین کے لیے باپردہ انتظام کیا گیا۔حضرت پیر جی نے امہات المؤمنین اور صحابیات رضی اللہ عنھن کے ایمان افروز واقعات بیان فرمائے۔خواتین کی بہت بڑی تعداد نے اس اجتماع میں شرکت کی۔بعد نمازِ مغرب مجلس ذکر اور بعد میں اصلاحی بیان ہوا۔۱۰رمئی کو بعد از فجر درس قرآن کریم میں آپ نے فرمایا کہ شرک وبدعت سے بچو اور من گھڑت باتوں یا اعمال کو دین میں شامل نہ کرو۔صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرو۔حضرت پیر جی مدظلہ کے بیانات سے لوگوں کو بہت نفع ہوا۔گاؤں کے بہت سارے احباب نے ان سے ملاقات کی۔آپ نے اُن کو نصیحتیں فرمائیں اور دعائیں دیں۔۱۰رمئی کو آپ چناب نگر تشریف لے گئے۔

ملعون رشدی کو ''سر'' کا خطاب، برطانیہ سے شدید احتجاج

ملتان(۲۲رجون)مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری،سیکرٹری جنرل پروفیسر خالد شبیر احمد،سید محمد کفیل بخاری،مولانا محمد مغیرہ اور میاں محمد اویس نے برطانوی ملکہ الزبتھ کی طرف سے شاتم رسول ملعون رشدی کو دیئے گئے''سر'' کے خطاب کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ برطانیہ نے شاتم رسول کو عزت وخطاب دے کر سوا ارب مسلمانوں کی دل آزاری اور تہذیبوں کے تصادم کی راہ ہموار کردی ہے۔انھوں نے کہا کہ برطانیہ کا یہ اقدام ڈنمارک اور ناروے میں توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کے بعد ایک بار پھر مسلمانوں کے زخموں پر نمک چھڑکنے کی مذموم کوشش ہے۔انھوں نے کہا کہ برطانیہ کی اس حرکت پر مغربی ممالک کی معنی خیز خاموشی حکومت پاکستان کے لیے لمحۂ فکریہ ہے۔برطانیہ کا یہ گھناؤنا اقدام مغربی ممالک کی اس سازش کا حصہ ہے کہ مذہبی جذبات مجروح کر کے مسلمانوں کو مشتعل اور شدت پسندی کو ہوا دے کر عالم اسلام کے خلاف مزید کارروائیوں کا راستہ ہموار کیا جائے۔احرار رہنماؤں نے پیپلز پارٹی کی چیئر پرسن بے نظیر بھٹو کا رشدی کے بارے میں نرم گوشہ رکھنے پر شدید احتجاج کرتے ہوئے کہا کہ وہ دینی غیرت اور حبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ثبوت دیتے ہوئے مسلمانوں سے معافی مانگے اور برطانیہ سے شدید احتجاج کرے۔ احرار رہنماؤں نے مطالبہ کیا کہ برطانیہ ملعون رشدی سے خطاب واپس لے اوراسے برطانیہ سے نکال دے۔

ادارہ

مسافرانِ آخرت

☆حکیم حافظ عبدالرشید چیمہ رحمتہ اللہ علیہ ۲؍جون ۲۰۰۷ء۔مدینہ طیبہ (مجلس احرار اسلام کے مرکزی ناظم نشر واشاعت عبداللطیف خالد چیمہ کے والد ماجد)

☆مولانا قاری محمد اختر صاحب رحمہ اللہ۔پنجن کسانہ (ضلع گجرات)۔انتقال: ۱۷؍مئی ۲۰۰۷ء

☆چیچہ وطنی میں ہمارے پرانے ساتھی اور معاونِ خصوصی چودھری محمد اشرف کی والدہ ماجدہ مرحومہ: ۷؍جون ۲۰۰۷ء

☆گلاسگو (برطانیہ) میں ہمارے قدیم معاون جناب محمد اشرف کے والد مرحوم

☆شیخ محمد انور مرحوم: مدرسہ سراج العلوم کبیر والہ کے بانی مولانا محمد شفیعؒ کے بھانجے۔انتقال: ۱۳؍جون ۲۰۰۷ء۔ان کی نمازِ جنازہ حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ نے پڑھائی۔حضرت پیر جی مدظلہ دوسرے دن تعزیت کے لیے بھی تشریف لے گئے۔رکن ادارہ محمد یوسف شاد بھی ان کے ہمراہ تھے۔

☆مدرسہ رحمانیہ اوکاڑہ کے مہتمم قاری غلام نبی چشتی رحمہ اللہ

☆جامعہ محی الاسلام اوکاڑہ کے مہتمم مولانا غلام محمود انور کی اہلیہ مرحومہ

☆ماہڑہ ضلع مظفر گڑھ میں ہمارے معاون حاجی غلام حیدر منڈھیرا۔انتقال: ۳۱؍مئی ۲۰۰۷ء بروز جمعرات

☆مجلس احرار اسلام لاہور کے قدیم ومخلص کارکن شیخ نثار احمد کے جواں سال داماد محمد جاوید مرحوم

☆مجلس احرار اسلام ظاہر پیر (ضلع رحیم یار خان) کے رہنما جناب مولوی کریم اللہ کے والد مرحوم

☆ملتان میں ہمارے کرم فرما، ملک مظفر صاحب کے والد اور طاہر نثار کے تایا ملک گلزار احمد مرحوم

☆ناگڑیاں ضلع گجرات میں ہمارے مہربان حافظ محمد عرفان کے ماموں جان ٹریفک کے ایک حادثے میں انتقال کر گئے۔

☆مجلس احرار اسلام کراچی کے صدر جناب شفیع الرحمٰن احرار کے بہنوئی اسرار احمد خان (ولد یٰسین احمد خان) ۲۰؍جون ۲۰۰۷ء کو طویل علالت کے بعد انتقال کر گئے۔

☆محترم پروفیسر حافظ محمد وکیل شاہ صاحب مدظلہ کے حقیقی ماموں سید مشتاق شاہ صاحب مرحوم۔انتقال: ۲۴؍جون ۲۰۰۷ء ساہیوال

قارئین سے درخواست ہے کہ تمام مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب اور دعاء مغفرت کا اہتمام فرمائیں۔اللہ تعالیٰ سب کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔(آمین)

دعائے صحت

☆مجلس احرار اسلام اوکاڑہ کے رہنما شیخ مظہر سعید کا لاہور میں ایکسیڈنٹ ہوگیا ہے۔جس کی وجہ سے پاؤں کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔قارئین سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔(ادارہ)

دارالعلوم ختم نبوت چیچہ وطنی کے لیے مزید جگہ کی خرید

مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی کی بڑھتی ہوئی تعلیمی وتبلیغی اور دعوتی وتحریکی سرگرمیوں خصوصاً تعلیم وتربیت نشر واشاعت، دعوت وارشاد اور تحفظ ختم نبوت کے بڑھتے ہوئے کام کے پیش نظر دفتر احرار جامع مسجد بلاک نمبر 12 چیچہ وطنی سے متصل مشرقی جنوبی جانب پونے دو مرلے (لمبائی 30 فٹ، چوڑائی 16 فٹ تقریباً) پر مشتمل رہائشی جگہ آٹھ لاکھ پینتیس ہزار روپے (8,35,000) میں خریدی ہے۔ الحمدللہ حسبِ وعدہ 11 مئی 2007ء کو ادائیگی کردی گئی ہے۔ اب تک کی صورتحال کے مطابق تقریباً سات لاکھ روپے مختلف احباب سے قرض لے کر ادائیگی کی گئی ہے جو واجب الادا ہے۔ جب کہ اس جگہ کو قابلِ استعمال بنانے کے لیے ابتدائی طور پر کم از کم ایک لاکھ روپیہ مزید درکار ہے۔

اس رقم کی ادائیگی میں خصوصی تعاون فرمائیں اور اپنے حلقہ احباب اور اہل خیر کو بھی توجہ دلائیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر سے نوازیں۔

(آمین یارب العالمین)

نوٹ: رقم بھیجتے وقت مد کی لازماً صراحت فرمائیں

کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 3-1306 نیشنل بینک آف پاکستان جامع مسجد بازار چیچہ وطنی

اکاؤنٹ بنام: دارالعلوم ختم نبوت بلاک نمبر 12 چیچہ وطنی پاکستان

Dar-ul-Ulloom Khat-e-Nabuwwat

Block No12, Chichawatni, Pakistan

email:ahrarkhatmenubuwwat@yahoo.com

2 جمادی الاوّل 1428ھ۔ 19 مئی 2007ء

0300-6939453,040-5482253

الداعی: عبداللطیف خالد چیمہ مدیر منتظم دارالعلوم ختم نبوت جامع مسجد بلاک نمبر 12 چیچہ وطنی پاکستان

جنت میں گھر بنائیے

تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی کے زیر انتظام

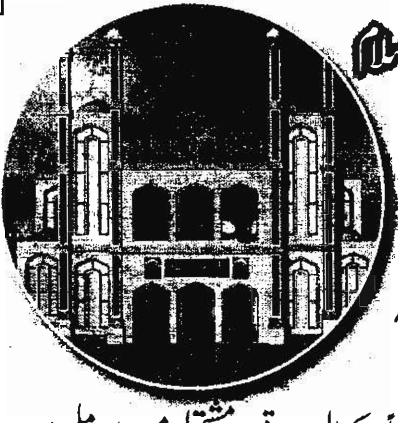

مرکزی مسجد عثمانیہ

ہاؤسنگ سکیم چیچہ وطنی کی تعمیر مسلسل جاری ہے۔ تقریباً دو کنال رقبے پر مشتمل مسجد اور ملحقات تکمیل کے آخری مراحل میں ہیں اور بجلی کی وائرنگ کا کام مسلسل جاری ہے۔ 45x60 کے مسجد کے ہال میں مستقبل میں ائر کنڈیشنڈ کے بڑے یونٹ لگانے کے لیے ابھی سے حسب ضرورت زمین دوز وائرنگ کا اہتمام کرلیا گیا ہے۔ اب تک تقریباً ستر لاکھ روپے سے زائد خرچ ہو چکا ہے جبکہ رنگ روغن، بالائی حصے کے دروازے، ہال کے لکڑی کے مین دروازے منبر ومحراب کے کام سمیت متعدد متفرق کام ابھی باقی ہیں۔ جن کے لیے کم از کم بیس لاکھ روپے کا تخمینہ ہے جبکہ ائر کنڈیشنڈ کا خرچہ اس کے علاوہ ہے۔

الحمدللہ **مرکزی مسجد عثمانیہ** مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی کا یکے بعد دیگرے تیسرا مرکز ہے۔ جو ان شاء اللہ مستقبل میں اپنی شناخت اور نظریاتی وفکری کام خصوصاً عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے حوالے سے منفرد کردار ادا کرے گا۔ مسجد عثمانیہ کی تکمیل کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ چیچہ وطنی میں چوتھے مرکز احرار **"مسجد ختم نبوت اور ختم نبوت سنٹر"** رحمان سٹی ہاؤسنگ سکیم اوکانوالہ روڈ چیچہ وطنی کی تعمیر کا آغاز کیا جائے گا۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہے: ایں سعادت بزورِ بازو نیست

جملہ احباب ومعاونین سے درخواست ہے کہ دعا اور تعاون جاری رکھیں

کرنٹ اکاؤنٹ نمبر: 2324-9 نیشنل بینک جامع مسجد بازار چیچہ وطنی

اکاؤنٹ بنام: مرکزی مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ سکیم چیچہ وطنی

منجانب انجمن مرکزی مسجد عثمانیہ (رجسٹرڈ) ای بلاک لوانکم ہاؤسنگ سکیم چیچہ وطنی 0300-6939453

بیاد مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ـــــ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مدرسہ معمورہ

بانی

سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

قائم شدہ

28 نومبر 1961ء

دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

- دار القرآن
- دار الحدیث
- دار المطالعہ
- دار الاقامہ

الحمد للہ

مدرسہ معمورہ اپنے تعلیمی و فکری سفر پر گامزن ہے اور تسلسل کے ساتھ ترقی کر رہا ہے۔ طلباء کے لیے مدرسہ معمورہ اور طالبات کے لیے جامعہ بستانِ عائشہ میں حفظ و ناظرہ قرآن، درسِ نظامی اور پرائمری و مڈل شعبوں میں تعلیم جاری ہے۔

طلباء کی درس گاہوں، رہائش، دفتر اور لائبریری کے لیے 24 کمروں پر مشتمل دو منزلہ عمارت کی تعمیر شروع کی جا رہی ہے۔ لاگت فی کمرہ دو لاکھ پچاس ہزار روپے ہے۔ صدقہ جاریہ میں حصہ لیں اور نقد و سامانِ تعمیر دونوں صورتوں میں تعاون فرما کر اجر حاصل کریں۔

ترسیلِ زر

بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری مدرسہ معمورہ

کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2-3017 یو بی ایل کچہری روڈ ملتان

بذریعہ آن لائن: 2-3017-010 بینک کوڈ: 0165

رابطہ

061 - 4511961

0300-6326621

majlisahrar@yahoo.com

majlisahrar@hotmail.com

الداعی الی الخیر ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری

امیر

مجلس احرار اسلام

پاکستان

باسمہ سبحانہٗ

اللھم لک الحمد ولک الشکر

ہم کارپردازان المیزان

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں سجدۂ شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے محض اپنے فضل وکرم سے ہمیں چار سال کے عرصہ میں چار سو کے قریب مستند اور نافع علمی' دینی اور درسی کتابیں خوب صورت' دیدہ زیب اور معیاری انداز سے شائع کرنے کی توفیق نصیب فرمائی۔

ہم اپنے کرم فرماؤں کے بھی شکر گزار اور ممنون ہیں کہ وہ المیزان کے ساتھ ہر قسم کا تعاون کرتے رہے ہیں اور اُمید ہے کہ وہ آئندہ بھی ادارہ کی سرپرستی کرتے رہیں گے۔

✧ فہرست کتب خط لکھ کر بلا قیمت حاصل کریں۔

المیزان ناشران و تاجران کتب

الکریم مارکیٹ اُردو بازار' لاہور۔ پاکستان

Al-Mezaan
Publishers and Booksellers
Ph.: 042 712 2981
Fax: 042 721 2762
E-mail: al.mezaan@gmail.com

JR 1 K COLOUR=15-05-07 (ayaz) dost a Size=4.25x7.25

رُوح افزا
مشروبِ مشرق
جب چھوٹی چھوٹی باتیں کردیں موڈ خراب
اور آنے لگے غصّہ، ایسے میں رُوح افزا
مزاج میں لائے ٹھنڈک اور مٹھاس۔
پیو ٹھنڈا ٹھنڈا،
بولو میٹھا میٹھا!
ہمدرد
SGS
ہمدرد لیبارٹریز (وقف) پاکستان
ISO 9001: 2000 CERTIFIED
www.hamdard.com.pk
SHARBAT
ROOH AFZA
شربت روح افزا
ہمدرد لیبارٹریز (وقف) پاکستان

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ شعبۂ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان کے زیرِ اہتمام

ختم نبوت کورس

(محاضراتِ ختم نبوت)

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

یکم تا 15 شعبان 1428ھ

16 تا 30 اگست 2007ء

زیرِ سرپرستی

ابن امیر شریعت حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری

مدرسین

- پروفیسر خالد شبیر احمد
- مولانا مجاہد الحسینی
- مولانا ابوریحان سیالکوٹی
- خواجہ ابوالکلام صدیقی
- مولانا محمد مغیرہ
- مولانا بشیر احمد حسینی
- مولانا مشتاق احمد
- عبداللطیف خالد چیمہ
- سید محمد کفیل بخاری
- سید محمد معاویہ بخاری
- مولانا محمد ازہر
- حافظ عابد مسعود ڈوگر

عنوانات

1 - عقیدۂ ختم نبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں
2 - حیات سیدنا عیسیٰ علیہ السلام
3 - انکارِ ختم نبوت پر مبنی فتنوں کی تاریخ
4 - ردّ قادیانیت پر بحث ومکالمہ کا طریقۂ کار
5 - عقیدۂ ختم نبوت اور قادیانیت
6 - آئین سے متصادم قادیانی سرگرمیاں
7 - قادیانی سازشیں اوران کا توڑ
8 - انکارِ ختم نبوت کی نئی شکلیں (فتنۂ اہل قرآن، فتنۂ انکارِ حدیث، سوشل ازم، جمہوریت، نظریۂ امامت)
9 - تعارف وتاریخ مجلس احرار اسلام
10 - انسانی حقوق اور غیر مسلم اقلیتیں
11 - احرار اور محاسبۂ قادیانیت
12 - اسلام، مغرب اور انسانی حقوق
13 - عیسائی عقائد / اسلام اور عیسائیت کا تقابلی جائزہ
14 - تحفظ ختم نبوت اور اسوۂ اکابر

ذیلی عنوانات

1 - عقیدۂ توحید وختم نبوت کا باہمی ربط
2 - ختم نبوت از روئے قرآن وحدیث وفقہ
3 - ختم نبوت ونزولِ عیسیٰ وظہور مہدی علیہما السلام کی اعتقادی حیثیت کی تشریح
4 - ضرورت ختم رسالت وعدم اجراء نبوت
5 - عقیدۂ ختم نبوت کے مسلّم ہونے کے باوجود ادعاء نبوت واجراء نبوت کے عقیدہ کی شرعی حیثیت
6 - اسلام میں مرتدین کی حیثیت (کفر وارتداد میں فرق)
7 - ختم نبوت کا مدارِ ایمانیات ہونا
8 - عقیدۂ ختم نبوت ونبوت عیسیٰ علیہ السلام کا باہمی تعلق
9 - عقیدۂ ختم نبوت پر اجماع امت کی حقیقت

شرائط

1 - دینی مدارس کے درجہ ثالثہ اور اس سے اوپر کے درجات کے طلباء
2 - دیگر تعلیمی اداروں کے کم از کم میٹرک پاس اور اس سے اوپر کے طلباء
3 - 20 رجب سے 30 تک داخلہ ہوگا۔ سادہ کاغذ پر درخواست مع فوٹوسٹیٹ شناختی کارڈ
4 - رہائش وخوراک کا انتظام ادارہ کے ذمہ ہوگا۔ تاہم موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔
5 - سو فیصد حاضری اور بہتر استعداد والے طلباء کو انعامات دیئے جائیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

رابطہ

ملتان: 061-4511961-0300-6326621 چیچہ وطنی: 040-5482253-0300-6939453

چناب نگر: 047-6211523 لاہور: 042-5865465

Designed by 0321-6358191